عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۶ تا ۲۲ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ جنوری ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۳۴

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org

عقیدۂ ختمِ نبوت اور عصرِ حاضر

حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ ایک بے تکلف دوست

مولانا ضیاء القاسمی بھی داغ مفارقت دے گئے

ہماری معاشی بربادی اور غلامی کی داستان

میڈیا کے ذریعے اِسلامی دعوت

قیمت: ۵ روپے

نفل روزہ توڑنے کی قضا ہے کفارہ نہیں

س...... میں نے ۹ / محرم الحرام کا روزہ رکھا تھا لیکن ظہر کے بعد مجھے "قے" آنی شروع ہو گئی اور بہت زیادہ حالت خراب ہونے لگی، اناج وغیرہ کچھ نہیں نکلا صرف پانی اور تھوک نکلا۔ ایسی صورت میں والد صاحب نے گلوکوز کا پانی پلوا دیا اور مجھے بھی حالت مجبوری روزہ کھولنا پڑا تو اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں قضا واجب ہو گی یا کفارہ اور مجھے کوئی گناہ تو نہیں ملے گا؟

ج...... صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ کفارہ صرف رمضان مبارک میں روزہ توڑنے سے لازم آتا ہے، اور اگر بیماری کی شدت کی وجہ سے روزہ توڑا جائے تو رمضان کے روزے میں بھی کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔

تندرست آدمی قضا روزوں کا فدیہ نہیں دے سکتا

س...... زید کی بیوی نے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھے کیونکہ بیماری اور حاملہ ہونے کے بعد سے میری معلومات کے مطابق ایسے روزوں کی قضا ہوتی ہے۔ ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان سے پہلے یہ قضا پوری کی جاتی ہے، جبکہ زید کی بیوی کہتی ہے کہ جب رمضان میں ہی روزے نہیں رکھے گئے تو عام دنوں میں کیسے رکھ سکتے ہیں۔ ان روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلا دو، اس طرح انہوں نے تقریباً ۷۵ روپے ایک غریب عورت کو دے دیئے۔ کیا یہ جائز ہے؟ کیا یہ روزوں کا بدل ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے دینے سے روزوں کی قضا معاف ہو گئی؟ کون سے لوگ روزوں کے بدلے مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں؟

ج...... روزے کا فدیہ صرف وہ شخص دے سکتا ہے جو روزہ رکھنے پر نہ تو فی الحال قادر ہو اور نہ آئندہ توقع ہو۔ مثلاً کوئی اتنا بوڑھا ہے کہ روزے کا تحمل نہیں کر سکتا۔ یا ایسا بیمار ہے کہ اس کے شفایاب ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ زید کی بیوی روزہ رکھ سکتی ہے۔ محض غفلت اور تساہل کی وجہ سے نہیں رکھتی۔ اس کا روزے کے بدلے فدیہ دینا صحیح نہیں۔ بلکہ روزوں کی قضا لازم ہے۔ اس نے جو پیسے کسی محتاج کو دیئے یہ خیرات کی مد میں شمار ہوں گے۔ جتنے روزے اس کے ذمہ ہیں سب کی قضا کرے۔

دوسرے کی طرف سے نماز، روزہ کی قضا نہیں ہو سکتی

س...... کیا بیوی اپنے خاوند کے قضا روزے یا خاوند اپنی بیوی کے قضا روزے یا والدین اپنی اولاد کے قضا روزے یا اولاد اپنے والدین کے قضا روزے رکھ سکتی ہے؟

ج...... کوئی شخص دوسرے کی طرف سے نہ نماز کی قضا کر سکتا ہے نہ روزے کی۔

غروب سے پہلے اگر غلطی سے روزہ افطار کر لیا تو صرف قضا لازم ہے

س...... یہ آج سے تقریباً ۲۰ سال پہلے کی بات ہے جب ہم ایک ایسی جگہ رہتے تھے جہاں بجلی نہیں تھی اور اذان کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ رمضان شریف میں ایسا ہوتا تھا کہ محلے کے سب بچے مسجد کے پاس چلے جاتے اذان کی آواز آتے ہی بچے شور مچاتے اذان ہو گئی روزہ کھولو میری عمر اس وقت دس سال کی تھی، جب میں روزہ سے تھی۔ دروازے کے باہر کھڑی ہوئی اذان کا انتظار کر رہی تھی کہ میں نے تین چار بچوں کی آواز سنی روزہ کھولو، اذان ہو گئی میں گھر میں آئی امی سے کہا اذان ہو گئی۔

امی نے کھجور ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ اتنی جلدی اذان ہو گئی؟ میں نے کہا ہاں! بچے شور مچا رہے ہیں، میں نے اور امی نے روزہ کھول دیا اس کے تین چار منٹ بعد پھر بچے شور مچاتے ہوئے بھاگے معلوم کیا تو پتہ چلا اذان اب ہوئی ہے وہ تو شرارتی بچے تھے۔ جو شور مچا رہے تھے چونکہ یہ آبادی بالکل نئی تھی لوگ بھی غریب تھے نہ لوگوں کے پاس ریڈیو تھے نہ گھڑیاں تھیں آبادی میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اذان کی آواز ہم تک نہیں آتی تھی۔

میں نے جان کر کے روزہ نہیں کھولا یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے لیکن مجھے اپنی کم عقلی پر افسوس ہوتا ہے کہ کاش میں تھوڑا سا انتظار کر لیتی یا اذان ہونے کی لوگوں سے تصدیق کر لیتی اس بات کا احساس مجھے دوسری بار شور سننے پر ہوا کہ یہ میں نے کیا، کیا اس کا ذکر میں نے اپنی امی سے نہیں کیا۔ مجھے ڈانٹیں گی۔ لیکن میں دل میں اللہ تعالیٰ سے بہت شرمندہ ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی یہ سب کرنے کے بعد مجھے لگتا ہے جب تک اس کا کفارہ ادا نہ کیا جائے مجھے سکون نہیں ملے گا، آپ بتایئے کہ کفارہ کس طرح ادا کیا جائے اور روزہ کی قضا ہو گی یا نہیں اس گناہ کی سزا میرے لئے ہے یا میری امی کو بھی اس ناکردہ گناہ کی سزا ہے؟

ج...... اگر غلطی سے مغرب سے پہلے روزہ کھول لیا جائے تو قضا واجب ہوتی ہے۔ کفارہ نہیں، اگر آپ پر اس وقت روزہ فرض ہو چکا تھا تو آپ وہ روزہ خود بھی قضا رکھ لیں اور اپنی امی کو بھی رکھوا دیں، اور اگر وہ فوت ہو چکی ہوں تو ان کے اس روزہ کا فدیہ ادا کر دیں اور فدیہ ہے کسی محتاج کو دو وقت کھانا کھلانا، یا پونے دو کلو گندم کی قیمت نقد دے دیں۔

http//www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

۱۶ تا ۲۲ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ جنوری ۲۰۰۱ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۱۹
شمارہ: ۳۴

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۱۹۸۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

مولانا ضیاء القاسمیؒ بھی داغ مفارقت دے گئے .... (اداریہ) 4
عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور عصر حاضر! .... (مفتی محمد رفیع عثمانی) 6
میڈیا کے ذریعے اسلامی دعوت .... (جناب محمد ارشد امان اللہ) 11
ہماری معاشی بربادی اور غلامی کی داستان .... (جناب محمد اکرم فضل) 13
مولانا محمد لقمان علی پوریؒ ایک بے تکلف دوست .... (قاری نور الحق قریشی) 15
مسئلہ کشمیر اور قادیانیت .... (جناب محمد طاہر رزاق) 18
اسلام کیسا دین ہے! .... (آسیہ عبد) 22
آہ! مولانا محمد لقمان علی پوریؒ .... (جناب محمد فاروق قریشی) 24

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا ضیأ القاسمی بھی داغ مفارقت دے گئے

پاکستان کے مایہ ناز خطیب، ختم نبوت کے مبلغ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ساتھی، امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگویؒ کے مشن کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا ضیأ القاسمی صاحب ۲۹ / دسمبر ۲۰۰۰ء کو مسلک حقہ ''دیوبند'' سے وابستہ لاکھوں مسلمانوں کو روتا چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم گزشتہ دو تین ماہ سے گردے کی خرابی کے مرض میں مبتلا تھے اور مشین کے ذریعہ خون کی صفائی ہو رہی تھی۔ گردے کی تبدیلی کا خیال تھا مگر وقت نے وفا نہیں کی اور اجل مقررہ آگئی اور دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا ضیأ القاسمی صاحبؒ علمأ دیوبند کے ایک عظیم مجاہد اور سرخیل تھے، مدرسہ قاسم العلوم میں مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث شریف کی سند حاصل کی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن سے متاثر تھے، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں مبلغ کی حیثیت سے کام شروع کر دیا۔ نوجوانی کا جوش اور حضرت شاہ صاحبؒ کی عقیدت و محبت اور سرپرستی اور صحبت کا فیض کا اثر کہ اللہ تعالیٰ نے صف اول کے خطبأ میں شامل کر دیا۔ پاکستان اور بیرون پاکستان آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی تردید اور دیگر جلسوں میں مدعو ہونے لگے۔ آپ کے تقریری ملکہ کو دیکھتے ہوئے محسوس کیا گیا کہ اس عظیم مقرر کو صرف رد قادیانیت پر پابند کرنے کی کوشش کی گئی تو بہت سارے فتنوں کا قلعہ قمع نہ ہو سکے گا، اس لئے مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے آپ نے جمعیت علمأ اسلام میں شمولیت اختیار کر لی اور اپنی تقریر کا موضوع رد قادیانیت اور رد شرک و بدعت بنالیا۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی رفاقت کی وجہ سے آپؒ کی صلاحیتوں میں اور نکھار آگیا اور اس سلسلہ میں آپ پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے مگر مولانا ضیأ القاسمیؒ عزم و ہمت کی چٹان بن کر ہر ایک کا مقابلہ کرتے رہے بڑے بڑے مقررین آپ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جھجکتے تھے، آپ کی تقریر شروع ہوتے ہی مجمع پر سناٹا چھا جاتا پورے مجمع کو اپنی گرفت میں لے لیتے، آپ نے اشاعت اسلام کے لئے بھرپور کام کیا۔ مفتی محمودؒ وزیر اعلیٰ بنے تو یوم تشکر کے جلسہ کو کامیاب بنایا اور مفتی محمودؒ کی پالیسی کو اجاگر کرنے میں آپ کے کردار کا بہت زیادہ دخل ہے۔ بھٹو صاحب نے مولانا ضیأ القاسمی صاحبؒ کو گرفتار کرایا تو مولانا مفتی محمودؒ نے ملتان کے جلسہ میں اعلان کیا کہ اگر ضیأ القاسمی کو رات تک رہا نہ کیا تو بھرپور احتجاج کیا جائے گا تو فی الفور رہا کر دیئے گئے۔ علمأ دیوبند کی سربلندی اور مسلک کی حفاظت اور علمأ دیوبند کے اتحاد و اتفاق کے لئے ان کی کوششیں قابل قدر ہیں، دارالعلوم دیوبند آپ شیخ الہندؒ سیمینار کے سلسلہ میں تشریف لے گئے تو دارالعلوم دیوبند کی عظمت پر آپ نے آدھ گھنٹہ بیان کیا، مولانا سعید احمد پالن پوریؒ استاد الحدیث دارالعلوم دیوبند کے مطابق مہتمم سے لے کر اساتذہ اور تمام شرکاء زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر بہت زیادہ غمگین تھے اور لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کو مسلک حقہ کی

ختم نبوۃ

موت قرار دیتے ہوئے علمأ دیوبند کو جھنجوڑ رہے تھے کہ اب بھی نہ اٹھے تو:

داستان تک ہوگی تمہاری داستانوں میں

افسوس کہ ۲۴/ جنوری کو مولانا ضیأ القاسمیؒ کی میزبانی میں ان کے مدرسہ جامعہ قاسمیہ میں اجلاس منعقد ہونا تھا جس میں دوررس فیصلوں کی توقع تھی۔ اس اجلاس میں ان کی کمی شدت سے محسوس کی جائے گی اور ان کے خلف الرشید اور جانشین اب اس اجلاس کے میزبانی کے فرائض انجام دیں گے، توقع ہے کہ یہ ان کے جانشین ان کی کمی محسوس ہونے نہیں دیں گے۔ شیخ المشائخ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خواجگان خان محمد دامت برکاتہم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام عہدیدار اور جاں نثاران حضرت مولانا ضیأ القاسمی صاحبؒ کی رحلت پر اللہ سے دعاگو ہیں کہ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے جانشینوں کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔ (آمین)

حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی کی رحلت

دارالعلوم دیوبند کے عظیم فرزند حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ کے ممتاز روحانی بزرگ، بے شمار کتابوں کے مؤلف، استاد حدیث حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی صاحب بھی رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی صاحب مسلک حقہ کے عظیم ترجمان تھے۔ ساری زندگی تدریس، تصنیف و تالیف اور رشد و ہدایت کی مسندوں کو زینت بخشی۔ عقائد علمأ دیوبند پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے باطل فرقوں کی سرکوبی کی۔ عقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کا تساہل پر وہ بات کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ساری زندگی دین کی خدمت میں گزار کر اس دار فانی سے اس انداز میں رخصت ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین کی خدمت لے رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے مشن کو جاری رکھے، پے در پے اکابر علمأ دیوبند کی اس دنیا سے رخصتی ملک کے لئے عظیم نقصان ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور دیگر اکابر حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ کے لئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات عالیہ مزید بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایاجات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمائنڈر ارسال کئے جاچکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کردیں اور زر تعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ.......... (ادارہ)

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

عقیدۂ ختم نبوت اور عصرِ حاضر

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین دارالعلوم کراچی کے مہتمم کئی ایک کتابوں کے مصنف اور نامور عالم دین ہیں۔ زبان و بیان پر قدرت رکھتے ہیں، آپ قلم کے دھنی اور تقریر کے غنی ہیں۔ ذیل میں آپ کی ایک تقریر پیش خدمت ہے جو آپ نے عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۱۹۹۲ء میں ۱۹/اگست سینٹرل مسجد ہیلگر یوروڈ میں کی، پڑھئے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آگے بڑھئے۔ (ادارہ)

صدر محترم! حضرات علمأ کرام اور میرے عزیز دوستو اور بھائیو! آخر میں تقریر کرنے والے کے لئے ایک آزمائش ہوتی ہے کہ اس کے پاس کہنے کے لئے کوئی چیز بچتی نہیں خاص طور سے جب پہلے تقریر کرنے والے حضرات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل علم، اہل فن، اہل خطابت، اہل بیاں ہوں تو بعد میں آنے والا اس کشمکش و پیچ میں رہ جاتا ہے کہ میں کیا کہوں؟! الحمدللہ! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ صبح سے یہاں جو بیانات ہو رہے ہیں وہ ایمان افروز ہیں ان سے ایمان میں جلا پیدا ہوتی ہے۔

خدا کا شکر و احسان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایسی عظیم ہے کہ اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو پر اگر بولنے والے بولنا شروع کریں تو دن تو کیا ہفتے گزر جائیں، مہینے گزر جائیں لیکن اس پہلو کی تکمیل نہ ہو سکے۔

فتنوں کا دور :

یہ چودہ سو سال کی تاریخ شاہد اور بڑی گواہ ہے کہ جب کبھی ناموس رسالت ﷺ پر کوئی حرف آنے کا شائبہ بھی پیدا ہوا تو لاکھوں فدائی اور پروانے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ فتنوں کا دور ہے، مسلمانوں کے لئے آزمائش اور امتحانوں کا دور ہے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحبؒ جو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے فرمایا کرتے تھے کہ :

"یہ فتنے کم نہیں ہوں گے فتنوں کا سیلاب رفتہ رفتہ طوفان بنے گا اور پھر یہ طوفان جاکر قیامت سے ٹکرائے گا، بس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی ساری توانائیاں اور طاقتیں اس سیلاب کی روک تھام کے لئے صرف کرتے رہیں گے۔

سیلاب رکے گا تو نہیں ایک فتنہ ختم ہوگا دوسرا آئے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قرب قیامت میں جو فتنے آئیں گے ان کا حال یہ ہوگا :"یرقق بعضھا بعضا" ایک فتنہ آئے گا، لوگ سمجھیں گے کہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ سب سے بڑا فتنہ ہے ابھی یہ ختم نہیں ہونے پائے گا کہ دوسرا اس سے بڑا فتنہ آئے گا اور وہ اتنا بڑا کہ اس کے سامنے پہلا فتنہ چھوٹا معلوم ہوگا۔

فرمایا کہ یہ فتنے اس طرح آئیں گے جس طرح سے سمندر کے پانی کی لہریں ہوتی ہیں ایک لہر آتی ہے، موج آتی ہے وہ ابھی نیچی نہیں ہونے پائی کہ اس سے بڑی موج آکر اس کو چھپا دیتی ہے۔

یہ فتنوں کا دور ہے اور اللہ رب العالمین کی پناہ مانگنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہمارے پاس صرف دو چیزیں ہیں :(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت، (۲) اللہ کی پناہ! اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔"

مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی خدمات :

میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ قادیانیت کے رد اور اس کے تعاقب میں خرچ کیا وہ یہ فرماتے تھے کہ : جب یہ قادیانی فتنہ بڑھنے لگا تو میں اپنے استاد حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ ملاقات طویل مدت کے بعد ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ حضرتؒ کے چہرے پر کمزوری اور اضمحلال کے آثار ہیں میں نے خیریت دریافت کی۔ فرمایا : خیرت کیا پوچھتے ہو زندگی برباد ہو گئی، کون کہہ رہا ہے عمر برباد ہو گئی جس شخص نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کی حفاظت اور اس کی نشر و اشاعت اور اسلامی علوم کی تحقیق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی خصوصی تحقیق میں صرف کردی اور جس کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں جو کوئی عالم موجود ہے گو براہ راست تو ان کا کوئی شاگرد زندہ نہیں رہا، لیکن ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، اس مجمع میں بھی جو علمأ کرام موجود ہیں اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہوگا، کوئی ان کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا یا شاگردوں کے شاگردوں کا شاگرد ہوگا۔

اتنا کام اللہ رب العالمین نے حضرت انور

ختم نبوة

شاہ کشمیریؒ سے لیا وہ کہتے ہیں کہ : "میری عمر برباد ہو گئی" جس کے مولانا مفتی محمد شفیعؒ جیسے شاگرد ہوں علامہ بنوریؒ جیسے شاگرد ہوں، مولانا بدر عالمؒ جیسے شاگرد ہوں، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، جیسے شاگرد ہوں، مولانا قاری محمد طیبؒ جیسے شاگرد ہوں وہ یوں کہہ رہا ہے کہ : "میری عمر برباد ہو گئی۔"

والد صاحبؒ فرماتے ہیں :

"میں نے پوچھا حضرت کیا بات ہوئی؟ فرمایا : عمر برباد ہو گئی، ہم مدرسوں میں معتزلہ کے مذاہب پڑھاتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے، خوارج کرامیہ مرجیہ جہمیہ کے مذاہب پڑھاتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے اور فقہی مسائل کے اندر فقہ حنفی کی ترجیح بیان کرنے میں ہم نے ساری توانائیاں خرچ کر ڈالیں، لیکن یہ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف ایک بڑا چیلنج بن کر ہمارے سامنے آیا ہے۔ مسلمانوں کو مرتد اور کافر بنا رہا ہے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے خلاف اتنی بڑی بغاوت کا فتنہ اٹھا ہے اور ہم یہاں مدرسوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا : کہ تم میری خیریت پوچھتے ہو جب سے اس قادیانی گروہ کے حالات پڑھے ہیں اور دیکھے ہیں میری بھوک بھی اڑ گئی ہے، نیند بھی اڑ گئی ہے اور والد صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا بس وہ یہی کہتے تھے کہ اس فتنہ کی سرکوبی میں اپنی زندگی کا ہر لحہ خرچ کرنا چاہتا ہوں۔"

ختم نبوت کا منکر کافر ہے :

چنانچہ اس کے بعد حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اس سلسلے میں خود بڑی زبردست کتابیں تالیف کیں، اس مسئلے کے جتنے علمی پہلو تھے اور علمی گوشے تھے، ان کو اپنی دور رس اور دقیقہ رس تحقیق سے حل کیا اور ضخیم ضخیم کتابیں لکھیں "اکفار الملحدین" آپ کی تصنیف بھی اسی سلسلے میں ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، اس وقت عام طور سے یہ سوال اٹھایا گیا میاں ؟ کہ یہ قادیانی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کلمہ پڑھتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں تمام رسولوں کو بھی مانتے ہیں، سب فرشتوں کو بھی مانتے ہیں، یوم آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، نماز بھی مسلمانوں کی طرح پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں پھر بھی ان کو مسلمان کیوں نہیں کہا جاتا اور ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے ؟ اسی موضوع کی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی وہ مشہور عربی کتاب تالیف کی ہے جس کا نام "اکفار الملحدین" ہے اس میں اس پہلو کے کہ کسی ملحد اور بے دین اور زندیق کو کافر قرار دینے کے کیا اصول ہیں ؟ کیا شرائط ہیں ؟ کن پابندیوں کی بنیاد پر کسی کو کافر کہا جاسکتا ہے ؟ اور اس پر پڑنے والے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جس کا حاصل یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اسلام کی تمام تعلیمات کو مانتا ہے، لیکن کوئی ایک چیز جس کا ثبوت قرآن کریم سے صراحتاً ہوا ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے ہوا ہو اس کی حقانیت سے منکر ہو جائے۔ باقی سب کو مانتا ہے بس ایک چیز کا انکار کرتا ہے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

اس لئے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کسی ایسی تعلیم میں سے کسی ایک چیز کا انکار کیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو العیاذ باللہ جھوٹا کہہ دیا، تکذیب کر دی اور رسول (علیہ السلام) کو جھوٹا کہنے والا مسلمان کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ قادیانی سب چیزیں مانتے ہیں لیکن ختم نبوت کے جو معنی قرآن و سنت نے مقرر اور متعین کر دیئے ہیں، اس کا انکار کرتے ہیں یہ میرے والد ماجدؒ کی کتاب ہے جس کا نام ہے "ختم نبوت" اس کے اندر ایک سو دس آیات قرآن کریم کی انہوں نے بیان فرمائی ہیں، جس سے پوری طرح واضح اور ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا چھوٹا یا بڑا، ظلی یا بروزی، تشریعی یا غیر تشریعی نہ رسول آسکتا ہے نہ نبی آسکتا ہے اور جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا وہ بد ترین جھوٹا اور کذاب ہو گا، اسی طریقہ سے اسی کتاب میں دو سو سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان فرمائی ہیں اور پھر اجماع امت کو نقل کیا ہے اور تمام اکابرین امت کے اقوال نقل کئے ہیں، صحابہ کرامؓ کے آثار نقل کئے ہیں جس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو گا وہ کافر ہو گا۔

خوب یاد رکھئے کہ جس طریقہ سے قرآن کریم کے کسی لفظ کا انکار کفر ہے، اگر کوئی شخص یوں کہے کہ پورے قرآن کو مانتا ہوں لیکن "صراط مستقیم" کے اندر جو لفظ "صراط" ہے اس کو نہیں مانتا یا لفظ "مستقیم" کو نہیں مانتا یا اس کی "ر" کو نہیں یا اس کی "ط" کو نہیں مانتا کسی ایک حرف کا بھی انکار کرے گا کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے قرآن کریم کے ایک جزو کا انکار کر دیا، تو جس طریقہ سے قرآن کریم کے کسی لفظ کا انکار کفر ہے، اسی طریقہ سے قرآن کریم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے ثابت ہونے والے مضمون کے کسی ایک حصے کا صراحتاً انکار کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ یہ قرآن کریم نے واضح طور پر اتنے صریح طور پر فرمایا کہ :

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

ترجمہ : "کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن یہ اللہ

کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ آخری نبی ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں (آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں)۔"

چنانچہ ہمارے ان بزرگوں نے قادیان میں جاکر ان قادیانیوں کو للکارا اور ان سے مناظرے کئے اور ہر مرتبہ قادیانی بھاگ کھڑے ہوئے اگر نہیں بھاگے تو ہمیشہ شکست فاش کھائی۔

۱۹۵۳ء ختم نبوت کی تحریک اور اس کے اسباب:

پاکستان بن جانے کے بعد ہماری حکومتوں پر ایسے افراد مسلط رہے بلکہ حکومتوں میں خود قادیانی داخل رہے۔ پاکستان کی سب سے پہلی حکومت بنی اس میں سر ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا وزیر خارجہ بنا تو ہماری حکومتوں کا جو فرض تھا سب سے پہلے نمبر پر وہ کام کرتے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی کیا تھا۔ خلافت سنبھالتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام یہ کیا تھا کہ جتنے مدعیان نبوت تھے جتنے نبوت کے جھوٹے دعویدار تھے مسیلمہ کذاب، طلیحہ وغیرہ ان کے خلاف صحابہ کرامؓ کے لشکر بھیجے تھے یہاں تک کہ جب تک ان فتنوں کا قلع قمع نہیں ہو گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چین سے نہیں بیٹھے۔ دوسرا جو کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سنبھالتے ہی کیا تھا پاکستانی حکومت کا شرعی اور دینی فریضہ تھا کہ وہ پاکستان بن جانے کے فوراً بعد کم از کم یہ کام تو کرتی، دستوری اور قانونی طور پر اعلان کرتی کہ جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت ہو اور یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا اس کو ماننے والے یہ سارے کے سارے کافر ہیں، اور قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں لیکن (حکومت نے) یہ نہیں کیا، عوام کا مطالبہ جاری رہا، ظفر اللہ خان کی سازشوں اور اس کے دباؤ کی وجہ سے ہمارے پاکستان کی حکومت نے یہ جرأت نہ کی تھی مجھے یاد ہے جب میں دارالعلوم میں بالکل ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا عربی صرف و نحو کی کتابیں پڑھتا تھا تو ہمارے ایک استاد تھے حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحبؒ آزاد کشمیر کے تھے ابھی ان کا انتقال ہوا، تو ان کی نئی نئی شادی ہوئی نئی نویلی دلہن گھر میں تھی کہ انہی دنوں میں قادیانیوں نے ایک بڑی کانفرنس کراچی میں منعقد کی جہانگیر پارک اس زمانے میں کراچی کا مشہور باغ تھا، اس زمانے میں بڑے بڑے جلسے وہیں ہوتے تھے، اب تو نشتر پارک میں ہوتے ہیں جہانگیر پارک ہمارے گھر سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا تو مغرب کے بعد قادیانیوں کا جلسہ شروع ہونے والا تھا تو ہمارے استاد گھر پر تشریف لائے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے والد صاحب کے وہ شاگرد تھے تو اپنا کچھ زیور کچھ نقدی کچھ امانتیں کچھ وصیت نامہ یہ سب لکھ کر (فہرست بنا کر) والد صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ حضرت میں تو اب جا رہا ہوں اس جلسہ گاہ میں یا تو اس جلسے کو روکنے میں کامیاب ہو جاؤں گا ورنہ میں شہید ہو جاؤں گا اور یہ امانت آپ کی خدمت میں ہے، میرے گھر پر میری بیوی ہے، میرا کوئی بچہ نہیں ہے، امید ہے کہ آپ دیکھ بھال کریں گے، وہ بندۂ خدا تو والد صاحب کے پاس امانت اور وصیت رکھوا کر چلے گئے میں اس وقت موجود نہیں تھا میں آیا تو پتہ چلا کہ ہمارے استاد چلے گئے ہیں تو میں نے حضرت والد صاحبؒ سے اجازت چاہی کہ حضرت مجھے بھی اجازت دیجئے میں اور میرے بھائی مولانا ولی رازی صاحب اور ایک میرے پھوپھی زاد بھائی تھے ہم چلے راستے میں بڑے زبردست پہرے تھے داڑھی والوں کو جلسے کے پاس تک نہیں جانے دے رہے تھے مگر میری داڑھی تو ابھی نکلنی ہی شروع ہوئی تھی، اس وجہ سے ہمارے پہنچنے کا موقع مل گیا، وہاں پہنچ کر کیا دیکھا وہ جلسہ کیا تھا جیسے جیل کے اندر کوئی تقریر کر رہا ہو کیونکہ سارے مسلمانوں نے اس جلسے کا گھیراؤ کر رکھا تھا کوئی قادیانی باہر نہیں نکل سکتا تھا اندر جانے کے لئے بڑے فوجی پہرے تھے، جس کے ذریعہ سے وہ اندر جاتے تھے لیکن انہوں نے لاؤڈ اسپیکر باہر دور تک لگائے ہوئے تھے تو ہم کوئی اور کام تو کر نہیں سکتے تھے دو کام ہم نے کئے کہ ان کھمبوں کو اکھاڑنا شروع کیا، جن پر لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے تھے اور ان کی چیزوں کو ہم نے پتھروں سے مار مار کر توڑنا شروع کیا اور کچھ لوگوں کو جمع کر کے کچھ تقریر شروع کر دی کسی نے یہاں تقریر شروع کر دی میں نے وہاں شروع کر دی، اس نے وہاں شروع کر دی تو وہاں تقریر ایک ہوتی تھی یہاں تو بیس تقریریں ہو رہی تھیں، خیر تھوڑی دیر میں پولیس آگئی جلسہ درہم برہم ہو گیا کیونکہ ان کے لاؤڈ اسپیکر کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا وہاں بھگدڑ مچی تو پولیس نے آکر ہمیں گھیر لیا پھر لاٹھی چارج کیا، بڑی مشکل سے جان بچائی مگر پھر الحمدللہ جلسہ کراچی میں قادیانیوں کا کامیاب نہیں ہونے دیا اور پھر اس کے بعد ان کا کوئی جلسہ کراچی میں نہ ہو سکا، لیکن یہ آگ جو لوگوں کے دلوں میں لگی ہوئی تھی وہ بڑھتی چلی گئی اس واسطے کہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کا تحفظ ہر قدم پر حکومت کر رہی تھی۔ قادیانیوں کو بڑے بڑے عہدوں پر رکھا جا رہا تھا اور غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جا رہا تھا، یہاں تک ۱۹۵۳ء کو وہ مشہور ختم نبوت کی تحریک چلی، جس کے اندر صرف لاہور میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ پاکستان میں سب سے پہلا مارشل لاء لگا تھا پورے پاکستان میں ایک آگ تھی

ختم نبوۃ

اور ہر مسلمان بے تاب تھا کہ اپنی جان کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے قربان کر دے۔ رات جس وقت تحریک شروع ہونے والی تھی اگلا دن جمعہ تھا راتوں رات تمام علمأ کرام کو گرفتار کر لیا گیا، پورے پاکستان میں جس شہر میں جہاں کوئی عالم تھا یا تحریک کا سرگرم نمائندہ تھا گرفتار کر لیا گیا اور پھر ان پر فوجی عدالتوں میں مقدمے چلے دوسری طرف فوج کو یہ حکم تھا عام اعلان تھا کہ کوئی شخص گھر سے باہر نہ نکلے گلیوں کے اندر بھی نکلنے کی اجازت نہیں تھی فوج نے ہر موڑ پر مورچے سنبھالے ہوئے تھے اور مشین گنیں فٹ کر رکھی تھیں اور اس کو یہ حکم تھا کہ کوئی دیکھو فوراً گولی مار دو وارننگ دینے کی ضرورت نہیں۔ کوئی پوچھنے اور مہلت دینے کی ضرورت نہیں، بس جس کو دیکھو گولی مار دو۔ بکتر بند گاڑیوں میں فوجی جوان اپنی مشین گنیں تانے ہوئے لاہور کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے میری بہن اور میرے بھائی کا گھر لاہور میں ہے وہ اپنے گھروں میں سے یہ سب کچھ نظارے دیکھتے تھے انہوں نے ہمیں بتلایا کہ یہ منظر ہمارے سامنے تھا کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا ہے۔ حکم یہ تھا کہ کوئی شخص باہر نہ نکلے لیکن اچانک ایک گلی سے شیدائیوں کا شمع رسالت کے پروانوں کا ایک دستہ نمودار ہوتا تھا اور ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے آگے بڑھتا تھا، اپنی جانیں قربان کریں گے ختم نبوت پر اور پھر وہ فوج کو دیکھ کر نعرے لگاتا کہ گولی یہاں مارو یہاں مارو اور فوج کہ جس میں قادیانی زیادہ گھسے ہوئے تھے وہ مشین گنوں سے تڑ تڑ گولیاں چلاتی تھی اور اس جلوس کا کوئی آدمی پیچھے بھاگتا نہیں تھا، وہیں گر کر شہید ہو جاتا تھا۔ ابھی یہ واقعہ ختم نہیں ہونے پاتا تھا کہ دوسری گلی سے ایسا ہی جلوس نکلتا تھا پھر تیسری سے پھر چوتھی سے پھر پانچویں سے ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہا ہے۔ یہاں تک کہ صرف لاہور کے اندر دس ہزار مسلمانوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔

وقتی طور پر وہ تحریک بظاہر ناکام ہو گئی کیونکہ ظفر اللہ قادیانی اس طرح وزیر خارجہ رہا قادیانیوں کو حکومت نے غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا۔ مسلمانوں کا کوئی مطالبہ نہ مانا گیا لیکن اللہ کے راستے میں دی جانے والی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی اس کے اثرات کبھی یہاں ظاہر ہوتے ہیں کبھی وہاں۔ آپ نے دیکھا کہ غزوۂ خندق میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ خندق کھودنے میں مشغول تھے اور کئی کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ میلوں میں وہ خندق پھیلی ہوئی تھی اور کھدائی کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس صحابہ کرامؓ کی ٹولیاں بنا رکھی تھیں اور ان کی جگہ مقرر تھی کہ یہاں سے یہاں تک کھودیں گے اور یہاں سے یہاں تک یہ کھودیں گے جس ٹولی کے سربراہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے انہی کی رائے پر انہی کے مشورے سے اس خندق کے کھودنے کا فیصلہ ہوا تھا تو ان کی کھدائی میں ایک چٹان آگئی جو بڑی سخت چٹان تھی، صحابہ کرامؓ سے وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی اور خندق کی کھدائی کے زمانے میں حالت یہ تھی کہ کئی وقت تک صحابہ کرامؓ میں فاقہ ہو رہا ہے ایک دن صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کی وجہ سے اب کمر سیدھی نہیں رہتی ہم نے کمر کو سیدھا رکھنے کے لئے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے ہیں اور چادر ہٹا کر پیٹ دکھائے کہ ایک ایک پتھر ہر ایک کے پیٹ پر بندھا ہوا تھا تاکہ کمر سیدھی رہ سکے ورنہ کمر پیٹ خالی ہونے کی وجہ سے جھک جاتی ہے۔ تاجدار دو عالم سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے چادر ہٹائی اور فرمایا کہ دیکھو میرے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں خیر جب اس چٹان کے بارے میں شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لے جاؤ اور دکھاؤ آپ اپنی گینتی لے کر وہاں تشریف لے گئے، چٹان واقعی بہت مضبوط تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر ایک کدال ماری تو اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور ساتھ ساتھ بحرین کے خزانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے اور بسم اللہ پڑھ کر دوسری کدال ماری تو اس کا ایک حصہ اور ٹوٹ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روم کے خزانے دکھلائے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور کدال ماری جس پر اس چٹان کا خاتمہ ہو گیا اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسریٰ کے خزانے دکھلائے گئے۔

یہ کیا بات تھی کھدائی تو یہاں ہو رہی تھی کدال کی ضرب تو یہاں پڑ رہی تھی لیکن بحرین کے خزانوں کے فتح کا فیصلہ ہو رہا تھا اور قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج گر رہے تھے، اسلام کا جھنڈا بلند ہونے کے فیصلے ہو رہے تھے وہ قربانی یہاں دی جا رہی تھی، اس کے اثرات وہاں ظاہر ہو رہے تھے، قربانی اس زمانے میں دی جا رہی تھی، اس کے اثرات کئی سال کے بعد ظاہر ہوئے۔ اسی طرح ۱۹۵۳ء کے شہیدوں کا خون رنگ لایا اور ۱۹۷۴ء میں جب یہ تحریک دوبارہ اٹھی اور علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں یہ تحریک آگے چلی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی اور پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا، دستور میں ترمیم کر دی گئی لیکن عملی طور پر پاکستان میں جو اقدامات ضروری تھے وہ نہیں ہوئے اس کے مطابق قانون

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوت

...ی کی ضرورت تھی تاکہ قادیانی اپنے آپ کو ...لمان نہ کہہ سکیں، لوگوں کو دھوکہ نہ دے ...یں، چنانچہ پھر یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے شہید ضیأ ...ق مرحوم کو عطا فرمائی کہ مسلمانوں اور علمأ کرام ...ے مطالبے پر اور علمأ کے بتائے ہوئے مسودے ...ے مطابق انہوں نے قانون سازی کی۔ جس کے ...د الحمد للہ پاکستان میں اب قادیانیت دفن کر دی ...یا ہے، اب وہاں کسی قادیانی کو جرأت نہیں ہے کہ ...ہ اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھے یا اپنی عبادت گاہ ...سے وہ مسلمانوں کی سی اذان نشر کرے یا اپنے آپ ...و قادیانی بھی کہے مسلمان بھی کہے۔ اب اس کی اجازت پاکستان میں نہیں ہے لیکن اب آزمائش آپ کے کندھوں پر آگئی ہے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں نے اللہ کے فضل و کرم سے اس فتنے کی سرکوبی کر کے وہاں سے جلاوطن کر دیا ہے، اب یہ فتنہ فراڈ اور یہ دھوکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دشمن ٹولہ یہاں آپ کے انگلینڈ میں آگیا ہے اور یہاں لندن میں اس نے اپنا سب سے بڑا مرکز بنایا ہے اور یہاں بیٹھ کر وہ یورپ اور امریکہ میں نوجوانوں کے اندر ختم نبوت کے خلاف تحریک چلا رہا ہے، یہ قادیانی پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈیا میں ناکام ہونے کے بعد انہوں نے اب اپنا مرکز لندن کو بنایا ہے اور بہت سوچ سمجھ کر انہوں نے یورپ کے مسلمانوں کو نشانہ بنانے کا قدم اٹھایا ہے کیونکہ یہاں اسلام دشمن طاقتیں ان کی سرپرستی کے لئے موجود ہیں، اب دیکھئے کس کس طریقہ سے یہ اپنی باطل تحریک قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ کئی یورپین ممالک سے ان کو یہ مراعات حاصل ہیں وہ اپنے یہاں سے خاص طور پر کسی پاکستانی یا ہندوستانی کو آسانی سے ویزا نہیں دیتے لیکن قادیانی اگر کسی سفارش کی تصدیق کر دیں اور ذمہ داری لے لیں تو اس کو ویزا مل جائے گا، اب یہ نوجوانوں کو کہتے ہیں دیکھو تم کو ویزا دلوا دیں گے اور پرمنٹ ویزا دلوا دیں گے تم اس فارم پر دستخط کر دو، اس فارم کے اندر اس بات کا عہد نامہ ہوتا ہے کہ میں "احمدی" ہوں بہت سے نوجوان قادیانیت کے شکار اس طریقے سے ہوئے ہیں کہ جب انہوں نے دستخط کئے تو کسی نے ان سے کہا کہ: بندۂ خدا! تم کفر نامہ پر دستخط کر رہے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو دستخط ایسے جھوٹے موٹے کر رہے ہیں، دل میں تو ہمارے ایمان ہے۔ لیکن یاد رکھئے جو شخص کلمہ کفر زبان سے نکالتا ہے یا تحریر پر دستخط کرتا ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے جب تک وہ اپنے ایمان کی تجدید نہیں کرے گا ہم اس کو کافر ہی مانیں گے، کیونکہ اس نے کھلے کفر پر دستخط کئے ہیں۔ اس طرح سے یہ ایمانوں پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں، اب یہ ساری ذمہ داری یورپ میں بسنے والے مسلمانوں پر آگئی ہے خاص طور پر برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے کہ وہ اس نقش قدم پر چلیں جو پاکستان کے مسلمانوں نے آپ حضرات کے لئے تاریخ پر ثبت کر دیے ہیں، اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کو اس فتنے سے بچانے کے لئے جو اقدامات ہو سکتے ہیں کئے جائیں۔ اپنے تعلیمی اداروں کے اندر اس فتنہ سے ہمارے طلبہ اور طالبات کو باخبر کیا جائے، اس عقیدۂ ختم نبوت کو پھیلایا جائے اور قادیانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے خاص طور پر ہمارے نوجوانوں کو پھانسنے کے لئے ان کی لڑکیوں کا حربہ بڑا خطرناک ہے اس پر خصوصی نظر رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کا حامی اور ناصر ہو، میں انہی کلمات کے ساتھ اپنے اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برطانیہ کو اس جھوٹے نبی کے ماننے والوں کا مدفن بنائے۔

(آمین)

بقیہ: مولانا محمد لقمان علی پوریؒ

لطائف کی کان تھے، نجی محفلوں میں اکثر دوستوں کو ہنساتے رہتے ان کے ساتھ سفر کرنا اور قیام کرنا گویا مستقل ہنسنے کے مترادف تھا، لیکن بظاہر لوگوں کو ہنسانے والا شخص بہت عظیم کردار کا مالک تھا۔ وہ صاحب سلوک اور طریقت کے پیرو تھے، اسلامی نظام کے نفاذ کی تڑپ انہیں بے چین کئے رہتی تھی اس لگن میں مستقل تڑپتے رہتے لیکن اپنے آپ کو کبھی بڑا بن کر پیش نہیں کیا وہ، بہت بڑے تھے مگر ہمیشہ عام کارکن ایسے نظر آتے، ابتدأ سے آخر تک ان میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی وہی طبیعت وہی سادگی، وہی اوڑھنا اور وہی بچھونا رہا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت تک جمعیت میں وہ ایک عام سپاہی کی طرح جدوجہد کرتے رہے، ان کے کردار کی عظمت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ انہوں نے کبھی اپنے پروٹوکول کے لحاظ سے بات نہیں کی نہ عہدہ طلب کیا، صرف اور صرف اپنے مقصد پر نظر کئے جدوجہد کرتے رہے۔

۱۹۷۰ء سے ہر انتخابی معرکہ میں جمعیت کے ٹکٹ پر الیکشن لڑتے رہے اور اپنے علاقے کے جاگیرداروں کے مقابلے میں اگرچہ کامیاب تو نہ ہو سکے لیکن ووٹوں کی بھاری تعداد حاصل کرتے رہے ہمارے انتخابی طریقہ کار اور جاگیردارانہ کلچر میں شفاف انتخاب انتہائی محال ہیں تاہم وہ ہر الیکشن میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

ان کی وفات سے قوم ایک عظیم رہنما، جمعیت علمأ اسلام اپنے حقیقی جاں نثار اور مولانا فضل الرحمٰن اپنے دستِ راست سے محروم ہو گئے ہیں۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

محمد ارشد امان اللہ

میڈیا کے ذریعے اسلامی دعوت

عصر حاضر میں انٹرنیٹ کی حیثیت "لسان العصر" کی سی ہوگئی ہے،اس لئے دعوت کے میدان میں انٹرنیٹ کا منصوبہ بند اور دانشمندانہ استعمال وقت کی ضرورت بن گیا ہے، اگر ہم نے یہ ضرورت نہ پوری کی تو اس کے بھیانک نتائج ہمیں صدیوں بھگتنے ہوں گے خصوصاً اس لئے بھی کہ باطل نے بڑی ہوشیاری سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے۔ایک فکر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں(ادارہ)

بنیادی طور پر میڈیا کی دو قسمیں ہیں:

پیپر میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کا جدید ترین اور سب سے مؤثر وسیلہ انٹرنیٹ ہے،ذیل میں اسی انٹرنیٹ کے بارے میں کچھ عرض کیا گیا ہے۔

انٹرنیٹ کیا ہے؟

انٹرنیٹ دراصل کئی چھوٹے کمپیوٹر نٹ ورک اور مواصلاتی نظام کا مجموعہ ہے اس کے ذریعہ لمحوں میں دنیا بھر کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور اس نظام سے منسلک ہر کمپیوٹر والے سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے،انٹرنیٹ دنیا کا سب سے بڑا کمپیوٹر نیٹ ورک ہے جس سے تقریباً ۱۶۰ ملکوں کے ۵۰ ملین افراد براہ راست جڑے ہوئے ہیں۔

انٹرنیٹ مختلف نظاموں سے مربوط کرنے والا محض ایک مواصلاتی نظام ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعہ اپنے افکار و خیالات کی نشرواشاعت عالمی پیمانے پر کی جاسکتی ہے،اپنے پیام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچایا جاسکتا ہے،دوسروں کی فکر پر اثر انداز ہوا جاسکتا ہے اور ان کی ذہن سازی کی جاسکتی ہے،سائنس کے اس کرشمے نے جغرافیائی حدود کو بے معنی اور پوری دنیا کو گھر آنگن بنادیا ہے۔یہ نظام درحقیقت ایک ایسے انقلاب کا پیش خیمہ ہے جو انسان کے طرز معاشرت کو ہی بدل کر رکھ دے گا۔

دعوت کے میدان میں انٹرنیٹ کا استعمال:

لگتا ہے کہ اکیسویں صدی انٹرنیٹ کی صدی ہوگی۔ انفارمیشن سپرہائی وے (Information Super High-way) کے اس دور میں دعوت حق کے لئے اس کا منظم استعمال ناگزیر ہے۔اس کے لئے درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

عالمی نیٹ ورک (World Wide Web):

انٹرنیٹ کی مشہور ترین اور سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی سروس ہے۔اس کے ذریعہ معلومات نشر کرنے کے لئے ہوم پیج (Home Page) کام میں لایا جاتا ہے، جن میں تین آڈیو،ویڈیو اور گرافکس کی شکل میں معلومات بھر دی جاتی ہیں۔ ہوم پیج کو پڑھنے کے لئے ایک خاص قسم کا پتہ (Address) ہوتا ہے، جس کو کمپیوٹر میں دیتے ہی تمام معلومات اس کمپیوٹر میں آجاتی ہیں۔ایسے ہوم پیج بھی بنائے جاسکتے ہیں جن کے مخصوص حصے پر ان کا آپریٹر اپنے ملاقات و سوالات لکھ سکتا ہے۔ دعوت کے میدان کے سرگرم افراد اور تنظیمیں اس سروس کا استعمال یوں کرسکتی ہیں:

(۱) ہر زندہ زبان میں ایسے ویب پیجز (Web Pages) تیار کئے جائیں جن میں عقائد، عبادات، جدید ذہن میں اسلام کے تعلق سے جنم لینے والے شبہات اور اس پر کئے جانے والے اعتراضات کے تشفی بخش جواب، عالم اسلام کو درپیش خطرات کے بارے میں مفصل معلومات ڈال دی جائیں۔

(۲)ایسے ویب پیجز تیار کئے جائیں جن میں لوگوں کے ذہن میں اسلام کے بارے میں پیدا ہونے والے سوالوں کو حاصل کرنے کا خاص انتظام ہو تاکہ ماہر و تجربہ کار علماً کے پاس بھیج کر کتاب و سنت کی روشنی میں ان کا جواب معلوم کیا جاسکے۔

(۳) حجرہ ہائے مذاکرہ (Studios) پر مشتمل ایسے ویب پیجز تیار کئے جائیں جن میں فوری مذاکرے (Chat Shows) کرانے کا اہتمام ہو۔

انٹرنیٹ پر اسلام مخالفت محاذ:

عصر حاضر میں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے اسلام کی جانکاری کے ساتھ ساتھ دور حاضر کے تقاضوں سے مکمل آگاہی بھی ناگزیر ہے۔ چونکہ انٹرنیٹ کی حیثیت اب "لسان العصر" کی سی ہوگئی ہے، اس لئے دعوت کے میدان میں انٹرنیٹ کا منصوبہ بند اور دانشمندانہ استعمال وقت کی ضرورت بن گیا ہے، اگر ہم نے یہ ضرورت نہ پوری کی تو اس کے بھیانک نتائج ہمیں صدیوں بھگتنے ہوں گے خصوصاً اس لئے بھی کہ باطل نے بڑی ہوشیاری سے انٹرنیٹ پر اسلام اور مسلمانوں

کے خلاف نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے۔

الازھر کے سینٹر فار اسلامک اکانومی کے ڈائریکٹر جنرل کا بیان ہے کہ : اب تک انٹرنیٹ پر آنے والے ۲۷۲ ایسے پروگراموں کا پتہ چل چکا ہے جو اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔ اس نفرت انگیز مہم کے حجم اور ابعاد (Diemnsions) کا اندازہ ذیل کی مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے :

(۱) اگست ۱۹۹۷ء میں امریکہ میں متعصب عیسائیوں نے ایک فورم تشکیل دی اور اس کا نام "تلوار کے مقابلے میں قلم" رکھا۔ یہ فورم "اسلام کے بارے میں انکشاف حقائق" کے عنوان سے عربی، انگریزی، فرانسیسی اور سپانوی زبانوں میں انٹرنیٹ پر اپنا پروگرام پیش کرتا ہے، پروگرام کے عناوین کچھ یوں ہوتے ہیں :

"اسلام کے مخفی چہرے کے نقاب کشائی، اسلام کے بارے میں حقائق اور جعل سازیاں، حقائق حیات، قرآن کی نظر میں، ہیبت ناک تعلیمات، کیا آپ کسی مسلمان کی بیوی بنا پسند کریں گی ؟وغیرہ"

(۲) امریکہ آن لائن (America OnLine) انٹرنیٹ پر اپنی خدمات پیش کرنے والی سب سے بڑی کمپنی ہے، اس کے چینل پر ۲۵ / ستمبر ۱۹۹۷ء سے دو اسلام مخالف پروگرام شروع کئے گئے، ان میں سے ایک کا آغاز تو آیت کریمہ :

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورة من مثله"

ترجمہ : "(قرآن کی شکل میں) جو کچھ ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے، اگر اس کے (منزل من اللہ ہونے میں) تمہیں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنالاؤ۔" کے انگریزی ترجمے سے ہوتا تھا، اس کے بعد قرآنی آیات کے وزن پر نصرانی الفاظ سے بنی چار سورتیں پیش کی جاتی تھیں، مقصد یہ باور کرانا ہوتا تھا کہ ان جعلی سورتوں کے ذریعہ قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرلیا گیا، ان سورتوں کے نام یہ ہیں : الایمان، التجسد، المسلمین، الوصایا۔

مسلمانوں نے احتجاجی خطوط لکھے تو کمپنی نے یہ دونوں پروگرام بند کردیئے مگر "جیوسٹیز" اور ٹرائی نامی دو کمپنیوں کے چینلوں پر مجرم نے پھر وہی حرکت کی، دوبارہ احتجاج کیا گیا "تو ٹرائی بورڈ" نے اپنے چینل پر نشر ہونے والے پروگرام کو بند کردیا، لیکن "جیوسٹیز" نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

عالم اسلام کیا کرے :

مسئلے کی نزاکت کو سمجھنے کے لئے یہ دونوں مثالیں کافی ہیں دعوت کے میدان میں اگر جلد ہی انٹرنیٹ کا منصوبہ بند استعمال نہ کیا گیا تو مسلمانان عالم کو اپنے دین وایمان اور ملی تشخص کی خیر منانی پڑے گی کیونکہ انفارمیشن سپرہائی وے کے اس دور میں اس میڈیائی طوفان کا مقابلہ روایتی ذرائع ابلاغ سے ناممکن ہے، یہاں تو نامعلوم فرد یا گروہ کا سامنا ہے اگر ہم ایک پروگرام بند کراتے ہیں تو کئی دوسرے پروگرام شروع کردیئے جاتے ہیں۔ اس لئے مثبت خطوط پر سوچنے اور کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ :

(۱) دعوت دین کے لئے انٹرنیٹ کے منصوبہ بند طرز استعمال کے بارے میں سنجیدگی سے سوچیں اور انٹرنیٹ پر اپنے پروگرام پیش کریں۔

(۲) تمام دعوتی مراکز کو انٹرنیٹ سے جوڑنے کی کوشش کریں۔

(۳) اس کے لئے باضابطہ کمپنیاں اور تنظیمیں بنائیں بلکہ حکومتوں کو اس جانب متوجہ کریں کیونکہ کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں۔

لائق تحسین اقدام :

انٹرنیٹ پر آنے والے اسلام مخالف مذکورہ پروگراموں کا اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ انٹرنیٹ کی افادیت اور بے پناہ تاثیر سے مسلمانان عالم خوب واقف ہوگئے۔ خوشی کی بات ہے کہ بعض اسلامی تنظیموں اور حکومتوں نے اس سمت میں پیش قدمی شروع کردی، اس میدان میں پہل کرنے کا شرف سعودی عرب کو حاصل ہے۔ گزشتہ حج سے پہلے ہی ٹیلی ویژن کمپنی سی این این (Cable News Network) اور بی بی سی لندن کے اسٹار ٹی وی سے سعودی حکومت نے یہ معاہدہ کیا کہ تجربے کے طور پر حج کے تمام مناظر کو پوری دنیا میں ٹی وی پر دکھایا جائے، بعد میں رفتہ رفتہ اس کی مدت بڑھادی جائے۔

اسی طرح قطر میں "خدمت الاسلام علی انٹرنیت" نامی ایک پراجیکٹ ڈاکٹر حامد الانصاری کی نگرانی میں شروع ہورہا ہے۔ یہ پراجیکٹ پہلے عربی، انگریزی، ملاوی اور پھر تمام زندہ زبانوں میں انٹرنیٹ پر اپنے پروگرام پیش کرے گا، اس میں غیر مسلموں، نو مسلموں اور فتاویٰ کے لئے الگ الگ چینل قائم کئے جائیں گے، مؤثر اسلوب میں جاذب معلومات کی تیاری کے لئے متخصصین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کی صدارت میں "اقرأ" نامی ایک فلاحی ادارے نے بھی اعلان کیا ہے کہ وہ انٹرنیٹ پر "اعلام الاسلام" (مشاہیر اسلام) کے نام سے ایک پروگرام پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کا ہیڈ کوارٹر شکاگو میں ہے۔ انٹرنیٹ پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کے لئے ترکی کی ایک اسلامی تنظیم "موسسة الموسوعة الاسلامیہ" کے تعاون سے ایک پراجیکٹ شروع کرنے جارہی ہے اللہ تعالیٰ ان تنظیموں کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

تحریر: محمد اکرم فضل (الریاض، سعودی عرب)

ہماری معاشی بربادی اور غلامی کی داستان

سعودی عرب سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ عرب نیوز نے اپنی ۲/دسمبر کی اشاعت میں روزنامہ ڈان کراچی اور این این آئی نیوز ایجنسی کے حوالے سے پاکستانی وزارت خزانہ میں کی جانے والی کچھ تقرریوں کی دلچسپ تفصیلات شائع کی ہیں۔ ان تفصیلات کے مطابق مرکزی وزارت خزانہ میں افرادی قوت دیگر تمام وزارتوں کے مقابلے میں پہلے ہی کئی گنا زیادہ تھی کہ موجودہ فوجی حکومت نے وطن عزیز کو درپیش سنگین مالی مسائل کو حل کرنے اور ملک کی بگڑتی ہوئی مالی حالت کو مستحکم کرنے کی خاطر مزید مشیروں کی تقرری کر دی ہے جن کی تنخواہیں، مراعات اور دیگر مصارف، ملک کی مالی حالت کو بہتر بنانے کی بجائے مزید بگاڑنے کا سبب ہو سکتا ہے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ ایک آدمی نے دودھ کی فروخت کے لئے ایک ملازم رکھ لیا تو کچھ دنوں بعد خریداروں کی جانب سے دودھ میں پانی کی ملاوٹ کی شکایات شروع ہو گئیں۔ اس آدمی نے پہلے ملازم کی نگرانی کے لئے ایک اور ملازم رکھ لیا لیکن کچھ عرصہ بعد اسے خریداروں کی جانب سے دودھ میں اور زیادہ پانی ملائے جانے کی شکایات موصول ہونا شروع ہو گئیں کیونکہ اب دونوں ملازمین نے اپنے اپنے حصہ کا پانی ملانا شروع کر دیا تھا۔ پاکستانی وزارت خزانہ کی داستان بھی اسی لطیفہ سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہے کہ ملک کے خزانہ پر صرف اس خیال سے مزید بوجھ در بوجھ کا سلسلہ جاری ہے کہ شاید ملکی مالی معاملات درست ہو سکیں لیکن اس کے برعکس ملک کی معاشی ڈور مزید الجھتی جارہی ہے اور قوم اپنے مستقبل سے ہی مایوس ہوتی جارہی ہے۔

اخبار مذکور کے مطابق جناب جنرل پرویز نے ملک میں کرپشن مافیا کو ختم کرنے کے لئے ایک جامع پالیسی ترتیب دینے کے غرض سے ایک اور مشیر کا ۱۵/اگست ۲۰۰۰ء سے پانچ ماہ کی مدت کے لئے تقرر فرمایا ہے، جنہیں اس مدت کے لئے عوضانہ کے طور پر انچاس لاکھ روپے پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک اور ڈاکٹر کو پاکستان میں افرادی قوت کے نظم وضبط کی بہتری کے لئے جامع پالیسی ترتیب دینے کی غرض سے تین ماہ کے لئے اگست ۲۰۰۰ء سے مشیر مقرر فرمایا ہے جنہیں اس عرصہ کے لئے چوالیس لاکھ روپے کی رقم ادا کیے جانے کی منظوری فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح سے ایک اور ڈاکٹر صاحب کو تجارت، ٹیکس کے انتظام اور ٹیکس دہندگان (بشمول انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس) کے معاملات کی پالیسی ترتیب دینے کی غرض سے تین ماہ کی مدت کے لئے اگست ۲۰۰۰ء سے مشیران مقرر فرمایا ہے جنہیں عوضانہ کے طور پر اس عرصہ کے لئے بترتیب پینتالیس لاکھ اور اڑتالیس لاکھ روپے دیے جانے کی منظوری فرمائی ہے۔ اب انتظار اس امر کا ہے کہ ایسی خطیر رقوم سے تیار ہونے والی پالیسیاں غریب قوم کی خوشحالی میں کس قدر ممد ثابت ہوتی ہیں۔

اخبار مذکورہ نے مزید تفصیلات پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ملک کے مالی معاملات کے حل کے لئے وزارت خزانہ میں اس سے قبل سترہ مشیر کام کر رہے ہیں، جنہیں خاصے بھاری معاوضہ جات اور دیگر مراعات دی جارہی ہیں جس کی وجہ سے غریب پاکستانی قوم کے خزانے کو ماہانہ کروڑوں روپے کا بوجھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ان سترہ مشیروں میں سے پانچ مشیروں کو سیکریٹریٹ کی سطح کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں اور وہ اعزازی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے دو مشیروں کو امریکہ آمد ورفت کے لئے کلب کلاس کے ٹکٹ کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ ان سترہ مشیروں کے تقرر کی داستان بھی خاصی دلچسپ ہے کہ ان میں سے آٹھ مشیروں کا جناب پرویز مشرف نے براہ راست خود تقرر فرمایا ہے جن میں سے ایک مشیر صاحب ہیں جو پہلے ہی چیئرمین ٹاسک فورس برائے اصلاحات ٹیکس انتظام کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور اب انہیں ایک سال (قابل تجدید) کے لئے اعزازی مشیر کی حیثیت سے مزید ذمہ داری بھی دے دی گئی ہے اور انہیں سیکریٹریٹ کی سطح پر ہر قسم کی (یعنی تمام جملہ اسٹاف اور لوازمات

وغیرہ جیسی) سہولیات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ جبکہ تین مشیروں کا تقرر وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز نے فرمایا ہے۔ چار مشیروں کا تقرر وزارت خزانہ کے سیکریٹری جنرل (جو خود بھی ایک ریٹائرڈ ملازم ہیں) نے فرمایا ہے ایک مشیر کا تقرر اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیا گیا اور باقی صرف ایک مشیر کا تقرر اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ذریعے کیا گیا ہے۔

اس کے باوجود کہ وزارت خزانہ میں افرادی قوت ضرورت سے زیادہ ہے، اصل مرض کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ طرفہ تماشا یہ کہ امریکہ نے ایف سولہ طیاروں کی رقم میں سے ساٹھ ملین ڈالر گندم کی سپلائی کے طور پر منہا کرلئے مگر جناب جنرل پرویز کو اس اہم معاملہ سے بے خبر رکھا گیا، وزارت خزانہ کے سرکاری ذرائع کے مطابق وہاں پر مشیران کی اتنی تعداد کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ وہاں پر سول افسران کی فوج ظفر موج کے علاوہ ایک وزیر خزانہ، ایک جنرل سیکریٹری، ایک سیکریٹری اور ایک اور سیکریٹری جو ایم ڈی (مینیجنگ ڈائریکٹر) کی حیثیت سے کام کررہے ہیں، موجود ہیں اور سات ایڈیشنل سیکریٹریوں کے علاوہ سولہ جوائنٹ سیکریٹری، نیچے کی سطح کے بیشمار افسران، ایک ڈپٹی سیکریٹری اور متعدد سیکشن افسران کام کررہے ہیں۔

حقیقت کے برعکس بیانات کے ذریعے قوم کو وعدہ فردا کے حوالے سے کبھی نوید سنائی جاتی ہے کہ ایک سال بعد اور کبھی دو چار سال بعد ملک میں خوشحالی آجائے گی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عام استعمال کی اشیاء کے نرخ روزانہ بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور حکومتی سہولیات بجلی، پانی، سوئی گیس، ٹیلیفون اور پیٹرول وغیرہ کے دام ہر روز بڑھا دیے جاتے ہیں۔ بجلی اور سوئی گیس کے نرخوں میں ہوشربا اضافے کی وجہ سے متعدد کارخانے بند ہورہے ہیں، مہنگائی نے عوام کا جینا دوبھر کردیا ہے اور وہ نان جویں کو ترس رہے ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران قحط کی وجہ سے عوام کو روکھی سوکھی ملنا مشکل ہوگئی تھی لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے زیتون کے تیل میں چپڑی ہوئی روٹی پیش کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے سے انکار کردیا تھا کیونکہ لیڈر، قوم کے خادم ہوتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک، مگر ہمارے ہاں معاملہ بالکل الٹ ہے، حالیہ مالی سال کے لئے چیف ایگزیکٹیو سیکریٹریٹ کا بجٹ سابقہ سال کی نسبت ڈیڑھ گنا زیادہ کردیا گیا ہے امن وامان کی صورتحال تشویشناک ہوتی جارہی ہے اور حکومت ڈبل سواری پر پابندی لگاکر مطمئن ہوجاتی ہے۔

موجودہ فوجی حکومت نے اپنی آمد کے فوراً بعد اپنے جس سات نکاتی ایجنڈے کا اعلان کیا تھا وہ اس پر بھی پوری طرح عمل نہیں کررہی ہے۔ احتساب کا معاملہ برائے نام جاری ہے، بڑے بڑے مگرمچھ ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہوچکے ہیں اور حکومت ان کو وطن واپس لانے میں ناکام ہوچکی ہے اور جو اندرون ملک موجود ہیں ان میں سے متعدد افراد کے کیس احتساب بیورو کو ارسال ہی نہیں کئے جاسکتے ہیں، حکومتی میڈیا کی جانب سے ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلائی اور اس کی سرپرستی کی جارہی ہے اور عوام کو اصل مسائل سے بے خبر رکھا جارہا ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے نادرا کا محکمہ ایجاد ہوا جسے ۵۸ کروڑ روپے سے انتخابی فہرستیں تیار کرنے کی ذمہ داری تفویض ہوئی مگر اغلاط کی بنا پر الیکشن کمیشن نے وہ فہرستیں رد کردیں اور یوں قوم کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے ملک میں سود کو بالکل ختم کردینے کا فیصلہ ہوچکا ہے لیکن حکومت سود در سود پر مزید قرضے حاصل کررہی ہیں اور عالمی مالیاتی ادارہ وعالمی بینک کی ہر قسم کی شرائط کو تسلیم کیا جارہا ہے۔ حال ہی میں آئی ایم ایف کی طرف سے پاکستان کے لئے منظور ہونے والے قرضے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس ادارہ کے افسران ہماری آمدن اور اخراجات کے حسابات کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرسکتے ہیں۔ ایسی خطرناک شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے قرضے حاصل کرنے کا اعلان کرچکی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سات سمندر پار سے خصوصی طور پر کشید کئے جانے والے وزیر خزانہ بھی اصل مرض کا علاج کرنے میں ناکام ہوچکے ہیں اور فوج کے کندھے پر سوار ہوتے ہوئے مزید ٹیکسوں کے حصول کے عنوان سے ٹیکس دہندگان اور تاجر طبقہ سے مسلسل مخاصمت مول لے رہے ہیں۔ اس مخاصمت کے دوران کچھ تاجر اپنی زندگیاں ہار چکے ہیں جبکہ معمول کے کاروبار بھی متاثر ہورہے ہیں اور اگر خدانخواستہ کاروبار متاثر ہوں گے تو ٹیکسوں میں بھی یقیناً کمی آئے۔ لہٰذا ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی معاشی حالت کیا رخ اختیار کرتی جارہی ہے؟

قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ ملتان

مولانا محمد لقمان علی پوریؒ

ایک بے تکلف دوست

مولانا محمد لقمانؒ ایک عالم دین، ایک مبلغ اسلام، ختم نبوت کے ایک مجاہد، ایک بہادر، نڈر اور بے باک انسان تھے۔ دین پور شریف کے بزرگوں سے منسلک تھے، اور آخری آرامگاہ بھی انہی کے قدموں میں نصیب ہوئی۔ اس قبرستان میں اپنے وقت کے جید علماء و مشائخ، تصوف کے بادشاہ آزادی کے ہیرو اور بین الاقوامی شہرت کے حامل مجاہد و غازی آرام فرما ہیں، مرنے کے بعد ایسے عظیم قبرستانوں میں قسمت والوں کو ہی جگہ ملتی ہے۔ الحمدللہ! مولانا لقمان بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہوگئے ہیں۔ خانوادہ دین پور شریف سے تعلق خاطر نے مولانا کو کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

بعض لوگ بظاہر بڑے ”خوش طبع قسم“ کے لوگ ہوتے ہیں دوستوں کے مجمع میں کھل کھلا کر ہنسنے، ان سے بے تکلفی سے پیش آنے، شعروشاعری کرنے، بات چیت اور گفتگو میں بے ساختہ پن اختیار کرنے اور مخالفوں پر پھبتی کسنے والوں کے بارے میں عام لوگ منفی سوچ رکھتے ہیں، انہیں نیک، صالح اور متقی سمجھنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی آزادانہ گفتگو کرنے والا بزرگ نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہمارے معاشرے نے ”بزرگی“ اور ”ولایت“ کے لئے خاص پیمانے بنار کھے ہیں اور اس کے لئے سنجیدگی، متانت، ہاتھ میں تسبیح، زبان پر ذکر و اذکار، چال ڈھال میں تمکنت، ملنے والوں کو فاصلے پر رکھنے جیسی صفات ضروری ہیں، اس کے برعکس ایک بے تکلف انسان کو لوگ ولی سمجھنا تو درکنار اسے شریف انسان ہی سمجھ لیں تو تو بڑی بات ہے، مولانا محمد لقمانؒ پہلی طرز کے انسانوں میں شامل تھے انہیں بزرگ کہلوانے اور بڑا آدمی بننے کی خواہش نہیں ہوئی لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ مولانا جب بے تکلف دوستوں کی محفل سے اٹھ کر رات کو خدائے برتر کے حضور کھڑے ہوتے تھے تو رو رو کر اسے راضی کرنے کے لئے جتن کرتے، یہ سعادت کم ہی لوگوں کو نصیب ہوئی، البتہ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہیں تنہائی کے ایسے لمحات میسر آتے ہیں۔

مولانا محمد لقمانؒ کے قریبی ساتھیوں کا کہنا ہے کہ وہ تہجد کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ قرآن تلاوت اور درود پاک کا ورد ان کا روز کا معمول تھا۔ مولانا لقمانؒ کی طرح چند بزرگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جنہوں نے اپنی نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ و طہارت پر مذاق، بے تکلفی اور ہنس مکھ طبیعت کا پردہ ڈالا ہوا تھا تاکہ لوگ انہیں ظاہر کا انسان سمجھیں اور ان کی نیکیوں کے چرچے عام نہ ہونے پائیں انہیں گناہگار انسان ہی سمجھا جائے۔ ایسے انسانوں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا غلام ربانی، مرزا غلام نبی جانباز رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ ہر محفل کی جان ہوتے تھے، مجمع عام میں ان کی تقاریر لطائف و ظرائف کا نمونہ ہوتی تھیں، شعرو شاعری اور واقعات کی روشنی میں مجمع کو لوٹ پوٹ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ہر وقت پبلک میں گھرے رہنے والے اور لوگوں کے دنیاوی کاموں میں جدوجہد کرنے میں مشغول رہنے والوں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کی راتیں کس طرح اور کیسے گزرتی ہیں؟ کیا یہ لوگ راتیں سونے اور خراٹے بھرنے میں گزار دیتے ہیں یا ”والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما“ کی حالت میں گزارتے ہیں، مخالفوں کو چھوڑیے اپنوں سے پوچھیے کوئی کہے گا فلاں بڑا خطیب تھا کسی کی رائے ہوگی، مجمع کو ہنسانا اور رلانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا کسی کی رائے ہوگی کہ مخالفوں کا مذاق اڑانا ان پر بس ہے وغیرہ وغیرہ۔

مولانا محمد لقمانؒ کے ساتھ کم و بیش میں نے پندرہ سال گزارے مگر چھ سال کا عرصہ شب و روز اکٹھے گزرا۔

۱۹۷۶ء میں جب میں پہلی مرتبہ متحدہ جمعیت علماء اسلام پنجاب کا جنرل سیکریٹری منتخب ہوا تو مولانا کو جوائنٹ سیکریٹری بنایا گیا۔ اسی طرح ۱۹۷۹ء میں جب مولانا مفتی محمودؒ مرحوم کی زیر صدارت پنجاب جمعیت کی جنرل باڈی کا اجلاس شیرانوالہ گیٹ لاہور ہوا تو مولانا عبیداللہ انور مرحوم اور راقم الحروف بالترتیب بلامقابلہ صدر اور جنرل سیکریٹری دوبارہ منتخب ہوئے تو اس

ختم نبوت

وقت مولانا لقمانؒ کو اپنا نائب ہوانے پر مجھے فخر حاصل ہوا کیونکہ وہ یاروں کے یار اور وفادار ساتھیوں میں سے تھے یہ چھ سال کا عرصہ جس میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک، گرفتاروں اور تھانوں میں تشدد کا زمانہ تھا اور پھر جنرل ضیاالحق کے مارشل لاء کا نفاذ ہوا، آزمائش کے اس دور میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ سب ساتھیوں کے ہم رکاب وہمسر رہے، اس عرصہ کی بہت سے سہانی یادیں ہیں، جنہیں کبھی ضبط تحریر میں لایا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

مولانا محمد لقمانؒ علی پوری نے اپنے مذہبی و سیاسی کیریئر کا آغاز عین عالم شباب میں مجلس احرار اسلام سے کیا، مجھے یاد ہے کہ میں لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت روزنامہ آزاد لاہور سے شائع ہوتا تھا اس میں مجلس احرار کے مبلغین کے دوروں کے پروگرام شائع ہوتے تھے تو اس فہرست میں مولانا لقمانؒ کا نام بھی شامل ہوتا تھا، اس کے بعد کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ رہے اور دشمنان ختم نبوت کے خلاف تمام تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، قیدوبند کی صعوبتیں جھیلیں، پورے ملک میں مختلف مقدمات کا سامنا کیا۔ تبلیغی دوروں کے سلسلے میں وہ چاروں صوبوں میں یکساں ہردلعزیز تھے، دیہات اور شہر کی قید نہیں تھی وہ ہر جگہ فٹ اور ہر جگہ کے لئے موزوں تھے، سرائیکی اور اردوں میں تقریر کرنا ان کا معمول تھا، البتہ فارسی کے شعر بھی پڑھتے تھے، مادری زبان سرائیکی تھی، اس لحاظ سے سرائیکی میں ان کی تقریر لطائف و ظرائف اور خواجہ فریدؒ کے شعروں سے مزین ہوتی تھی، لوگوں کو ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دینا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں تھا۔ جتنی دیر وہ اسٹیج پر رہتے کسی کی کیا مجال تھی کہ کوئی اپنی جگہ سے ہلنے پائے وہ خوش الحانی سے خطبہ پڑھتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے، پھر چند اشعار پڑھتے اس کے بعد تقریر شروع کرتے، دوران تقریر انبیاؑ علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، اہلبیت عظام اور اولیاؑ کرام کے واقعات کے ساتھ علماؑ و مشائخ اور اکابر کے کارناموں اور ان کی قربانیوں اور فرنگی کے خلاف مصائب و آلام برداشت کرنے کے جب واقعات سناتے تو مجمع کے علاوہ خود بھی رو پڑتے، تقریر کے دوران اگر کسی نوجوان ساتھی کا ذکر آتا تو اس کی تعریف کرتے، وہ معاصرتی نفرتوں سے دور تھے، وہ چغل خوری، حسد کینہ پروری اور دیگر اخلاقی وانسانی کمزوریوں سے مبرا تھے وہ اندر باہر سے ایک خوبصورت انسان تھے۔

ملک بھر میں تبلیغی و سیاسی جلسوں میں شریک ہوتے تھے لیکن تبلیغ کو ذریعہ معاش نہیں بنایا وہ درمیانے درجے کے زمیندار بھی تھے، عام آدمی کے دنیاوی کاموں کے لئے تحصیل، کچہری، تھانے اور افسروں سے میل جول ان کا معمول تھا، انہوں نے علاقہ کے لوگوں کے دنیاوی کاموں کے لئے چند ایام مخصوص کئے ہوئے تھے ان تاریخوں میں غریب اور غرض مند لوگ پروگرام کے مطابق کچہری، تھانے اور تحصیل میں پہنچ جاتے مولاناؒ ان ایام میں لوگوں کے کاموں میں مصروف رہتے تھے کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کو پاکستان کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے، ان انتخابات کے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونے پر آج بھی کوئی شک و شبہ کا اظہار نہیں کرتا، ان انتخابات کے نتیجے میں ملک کے دونوں حصوں میں سے چار پارٹیاں منظر عام پر آئیں۔ ان میں مشرقی حصہ سے عوامی لیگ، مغربی حصہ میں پنجاب و سندھ کے صوبوں میں پیپلز پارٹی اور بلوچستان و سرحد میں عوامی نیشنل پارٹی اور جمعیت علماؑ اسلام شامل ہیں، جمعیت علماؑ اسلام نے پنجاب میں قومی اسمبلیوں کی کئی سیٹوں پر اپنے امیدوار کھڑے کئے مظفر گڑھ کی دو سیٹوں پر مولانا دوست محمد قریشی مرحوم اور مولانا محمد لقمانؒ نے حصہ لیا جنہوں نے بالترتیب تیس اور پینتیس ہزار ووٹ لئے، مولانا محمد لقمانؒ مرحوم نے ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بھی اپنے حلقہ سے دوبارہ الیکشن لڑا لیکن کامیاب نہ ہو سکے، ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں صوبہ پنجاب میں سیاسی جماعتوں کے علاوہ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والی مذہبی پارٹیوں نے بھی بھرپور حصہ لیا مگر جمعیت علماؑ اسلام کا بڑے بڑے جاگیرداروں، وڈیروں، سیاسی قد آور شخصیتوں اور مذہبی و مسلکی جماعتوں کی موجودگی میں بھی پورے صوبہ پنجاب میں ووٹوں کے لحاظ سے پیپلز پارٹی کے بعد دوسرے نمبر پر آنا معمولی واقعہ نہیں ہے۔ بزرگ علماؑ کے علاوہ نوجوان علماؑ کی شبانہ روز محنت نے جمعیت کو اس مقام پر پہنچایا اس سلسلہ میں مولانا لقمانؒ کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا لقمانؒ سیاسی نقطہ نظر رکھنے کے باوجود مروجہ سیاسی طور طریقوں یعنی اخبارات میں بیان بازی، پریس کانفرنس اور فوٹو چھپوانے کے "فن" سے ناآشنا تھے، بہت کم ان کے فوٹو اور بیانات اخبارات میں شائع ہوئے، پے در پے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کی وجہ سے جب تھک ہار کر قائدین جمعیت مولانا مفتی محمود مرحوم کی معیت میں رات گئے اکٹھے ہوتے تو اس محفل میں مولانا لقمانؒ کو ضرور یاد کیا جاتا۔

چنانچہ اکثر حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب فرماتے کہ بھائی مولوی لقمانؒ کو بلاؤ، وہ

سوئے ہوئے کیوں نہ ہوتے انھیں بیدار کیا جاتا اور مفتی صاحب کے روبرو پیش کیا جاتا، مفتی صاحب کہتے بھائی لقمانؒ! کچھ باتیں سناؤ تاکہ تھکاوٹ وغیرہ دور ہو، بس اس کا یہ کہنا ہوتا تو مولوی لقمانؒ خاص ٹھیٹ سرائیکی زبان میں لطائف کے انبار لگادیتے اور ساتھ ہی پوچھتے کہ: "سائیں کوئی گال میڈی تہاڈی سمجھ اچ آئی ہے "مفتی محمودؒ صاحب سرائیکی زبان سمجھ لیتے تھے تو مجمع ان کے تلفظ پر خوب ہنستا، مولوی لقمانؒ کی موجودگی میں محفل زعفران بن جاتی اور یوں ان کے لطیفوں، شعروں اور خواجہ فریدؒ کے کلام کی وجہ سے طبائع کا تکدر، تھکاوٹ سستی اور بے چینی دور ہو جاتی تھی۔

مولوی لقمانؒ کی ظریفانہ عادت سے سارے بزرگ واقف تھے بعض سنجیدہ قسم کے بزرگوں کو ہنسانا مقصود ہوتا (جن میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی" امیر جمعیت علمأ اسلام شامل ہیں) تو مولوی صاحب ان کی خدمت میں صرف اتنا کہتے کہ: "سائیں اجازت ہووے تاں ہک چھوٹا جیاں قصہ سنڑاواں چا"تو جواب میں اگر کہتے سناؤ بھائی سناؤ کیا قصہ ہے ؟بس پھر کیا ہوتا لطیفوں کی بارش ہوتی رہتی، ایک کے بعد دوسرا، تیسرا اور زلف یار کی طرح سلسلہ دراز ہوتا چلا جاتا۔

تھانہ قریشی ضلع مظفر گڑھ میں نقشبندی سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو علامہ دوست محمد قریشیؒ کے بھی پیر تھے، ان کا نام عبدالمالکؒ تھا، جو نہایت پارسا، متقی، پرہیزگار اور کم آمیز طبیعت کے مالک تھے، ملک میں مسٹر بھٹو کی حکومت تھی اور نواب صادق قریشی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے، ممتاز آباد ملتان میں مولانا محمد اسحٰق جالندھری مرحوم کے مدرسہ کا جلسہ تھا، اس جلسہ کی صدارت پیر عبدالمالک مرحوم نے کی، خطاب کرنے والوں میں راولپنڈی کے مولانا غلام اللہ خان مرحوم، مولانا محمد لقمانؒ، مولانا عبدالستار تونسوی، جاوید ابراہیم پراچہ آف کوہاٹ اور راقم الحروف شامل تھے۔ ان دنوں مساجد میں بھی لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد تھی، منتظمین نے فیصلہ کیا کہ مسجد میں پابندی کی پرواہ نہ کی جائے چنانچہ لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا۔ جمعہ کے بعد افتتاحی اجلاس کے خطاب کے لئے مجھے بلایا گیا تو میں نے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی پابندی کو چیلنج کرتے ہوئے نواب صادق قریشی کا نام لے کر اسے چیلنج کیا، اس نسبت سے عباسی خلیفہ ہارون اور اس کی بیوی کی باہمی ناراضگی اور خلیفہ ہارون کی قسم کہ میری سلطنت سے شام سے پہلے نکل جاؤ ورنہ طلاق ہو جائے گی کا واقعہ سنایا، خلیفہ ہارون نے غصہ میں قسم تو اٹھالی بعد میں فکر مند ہوا کہ ملکہ زبیدہ شام سے پہلے تیز ترین گھوڑے پر بیٹھ کر سفر کرے تب بھی میری سلطنت کی وسعت کی وجہ سے باہر نہیں نکل سکتی تو اب کیا ہوگا۔ اس وقت دین کے بڑے بڑے امام اور فقہا موجود تھے، کوئی قسم توڑنے، کفارہ ادا کرنے کا کہتا، کوئی کچھ کہتا، بالآخر امام اعظم ابوحنیفہؒ سے رابطہ کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا: گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ زبیدہ اپنے محلے کی مسجد میں عصر سے پہلے داخل ہو جائے اور شام کے بعد اپنے گھر واپس آجائے، خلیفہ کی قسم پوری ہو جائے گی اور ملکہ طلاق سے بھی بچ جائے گی، کیونکہ مسجد کے اندر کسی حکومت کا کوئی فرمان نہیں چل سکتا کیونکہ وہ براہ راست اللہ کے نام وقف ہوتی ہے، اس واقعہ کے بعد نعروں کی گونج میں اور بھی بہت سی باتیں ہو گئیں۔

جلسہ کے اختتام پر تمام مقررین پر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی پابندی کی خلاف ورزی اور ۱۶ ایم پی او کے تحت مقدمات درج ہوئے حیرت ہے کہ جس نے براہ راست سخت تقریر کی یعنی راقم الحروف کا نام شامل نہیں تھا بلکہ میری تقریر پیر عبدالمالک مرحوم کے نام منسوب کر دی گئی، چنانچہ مولانا غلام اللہ خان، جاوید پراچہ، مولانا عبدالستار تونسوی کی ضمانتیں قبل از گرفتاری کی درخواستیں سیشن جج راؤ اقبال خان کی عدالت میں دائر کی گئیں۔ پیر عبدالمالکؒ اور مولانا محمد لقمانؒ کو بھی بلوایا گیا دونوں اکٹھے کچہری تشریف لائے ایف آئی آر میں میری پوری تقریر پیر عبدالمالک سے منسوب کر دی گئی تھی، میں نے سیشن جج صاحب کی عدالت میں وکالت کے علاوہ قسم اٹھا کر کہا کہ پیر عبدالمالک اسی سال کے بوڑھے اور بیمار رہتے ہیں انہوں نے پوری عمر ایک تقریر بھی نہیں کی، سیاست سے ان کا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا، اس قسم کی جھوٹی ایف آئی آر کی وجہ سے ایک بزرگ کو عدالتوں کے چکر لگانا پڑ رہے ہیں، بس پھر کیا تھا پولیس پر جو عدالت برسی خدا کی پناہ، بالآخر سب کی ضمانتیں کنفرم ہو گئیں میری سیٹ پر مولانا لقمانؒ سرائیکی میں بار بار پیر صاحبؒ کو کہتے کہ: "سائیں ہنڑ تاں بھٹو حکومت دے خلاف بددعا کرو چا کہ ختم تھی ونجے تہاڈے جئیں بزرگ تے وی جھوٹا مقدمہ قائم کرن کنوں باز نہیں آئی۔" جتنی دیر پیر عبدالمالکؒ، ان کے مریدین میری سیٹ پر بیٹھے رہے تو مولوی لقمانؒ کے لطیفے سن سن کر محظوظ ہوتے رہے۔

مگر آہ! آج ایک ہنستا مسکراتا چہرہ، روتوں کو ہنسانے والا ہزاروں ساتھیوں کو روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا! ؎

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کے

جناب محمد طاہر رزاق

قسط نمبر ۳

مسئلہ کشمیر اور قادیانیت

آخر کار ایوب خان قادیانیوں کی سازش کا شکار ہو گئے۔ جنرل اختر ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لیے ایک مربوط پلان تیار کیا جس کا کوڈ نام "جبرالٹر" تھا۔ آپریشن جبرالٹر کے تحت پاکستان نے کشمیر حریت پسندوں کو منظم کیا۔ انہیں تربیت فراہم کی اور ان کی راہنمائی کے لیے ۶/ جولائی کو تربیت یافتہ رضاکار مقبوضہ کشمیر میں بھیج دیئے۔ کشمیری حریت پسندوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ جواباً بھارت نے بھی انگڑائی لی اور حریت پسندوں کے خلاف سخت کارروائی شروع کی۔ بھارت نے ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے اگست کے وسط میں ایک زبردست اور اچانک حملہ کر کے کارگل کی فوجی اہمیت کی چوٹی پر قبضہ کر لیا۔ جس سے پورے پاکستان میں سخت مایوسی پھیل گئی۔ جنرل اختر ملک کو انتقام کے نام پر موقع مل گیا اور اس نے اپنی قیادت میں جموں کے علاقے چھمب اور جوڑیاں میں بڑی سرعت کے ساتھ پیش قدمی کر دی۔ چھمب اور جوڑیاں کا محاذ پٹھان کوٹ اور قادیان کی طرف تھا۔ ان محاذوں کی کمان جنرل اختر ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ دونوں سگے بھائی تھے اور کٹر قادیانی تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حملہ کرنا ہی تھا تو کمان کسی مسلمان کے ہاتھ میں بھی دی جا سکتی تھی۔ قادیانی جرنیل آگے بڑھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں نے کارگل کی چوکی کا بدلہ لے لیا ہے۔ لیکن ۴/ ستمبر کو بھارتی وزیراعظم نے اعلان کیا کہ بھارت اب اپنی پسند کا محاذ کھولے گا اور ۶/ ستمبر کو بھارت نے اعلان کیے بغیر واہگہ سیکٹر پر نہتے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور پاکستان جنگ کے شعلوں میں جلنے لگا۔ جب بھارت نے جبرالٹر آپریشن کے جواب میں لاہور اور سیالکوٹ کے محاذ کھولے تو پاکستانی افواج کو آپریشن جبرالٹر کو ادھورا چھوڑ کر فوری طور پر ان محاذوں پر آنا پڑا اور یوں یہ آپریشن بری طرح ناکام ہو گیا اور پاکستان ایک انتہائی خطرناک اور نقصان دہ جنگ میں الجھ گیا۔ یوں ایک قادیانی جرنیل نے اپنی جھوٹی نبوت کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لیے پورے پاکستان کو داؤ پر لگا دیا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ملک کا انجر پنجر ہلا کر رکھ دیا اور وطن عزیز کو ایسا دھچکا لگا کہ اس کے اثرات آج بھی محسوس ہو رہے ہیں۔ قادیانی امت کے جھوٹی نبوت کے خنجر سے وطن اور اہل وطن کو جو زخم لگے ان میں سے چند زخم ملاحظہ فرمایئے۔

قادیانیوں نے سازش کے ذریعے جب یہ ہولناک جنگ شروع کروائی۔ اس وقت ملک میں امن و سکون تھا۔ زرعی شعبے کی ترقی اپنے بام عروج پر تھی 'صنعت و حرفت کی گاڑی کی رفتار بھی لائق تحسین تھی۔ ملک میں جگہ جگہ کارخانے اور ملیں لگ رہی تھیں۔ جس سے پاکستان کی اقتصادی حالت کافی بہتر ہو رہی تھی۔ نئے نئے کالج اور یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں۔ لیکن ملک گیر جنگ کے پھیلے ہوئے دھوئیں نے سارا انظام تلپٹ کر کے رکھ دیا۔

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء سے قبل فوجی تعمیر و ترقی جدید بنیادوں پر ہو رہی تھی۔ فوج کے پاس کافی مقدار میں جدید اسلحہ موجود تھا۔ ملک میں بھی اسلحہ سازی کا کام بہت بہتر ہو گیا تھا۔ لیکن ستمبر کی بے مقصد جنگ میں یہ سارا اسلحہ استعمال ہو گیا۔ مزید جنگ لڑنے کے لیے کروڑوں روپے کا اسلحہ خریدنا پڑا۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک نے بھی بڑی بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا۔ یوں افواج پاکستان قادیانی سازش سے شل کر رہ گئیں۔

اس جنگ میں چودہ ہزار پاکستانی شہید و زخمی ہوئے۔ ہندوستانی فوج نے گاؤں کے گاؤں لوٹ لیے۔ کروڑوں روپے کی کھڑی فصلوں کو برباد کر دیا۔ مال مویشی ہانک کر لے گئے۔ درخت کاٹ لیے 'ٹیوب ویل اکھیڑ لیے' لٹے پٹے بے گھر لوگوں کو خوراک و رہائش فراہم کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر ابھرا۔

اس جنگ کے بہانے بھارت نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ ہزاروں کشمیری حریت پسند شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے گھربار لوٹ لیے گئے۔ بھارتی درندوں کے ہاتھوں اسلام کی بیٹیوں کی عزتیں بھی محفوظ نہ رہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زائد کشمیری مسلمانوں کو آگ و خون کا دریا عبور کر کے آزاد کشمیر اور پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔

قادیانیوں کی لگائی ہوئی ۱۹۶۵ء کی جنگ ۱۹۷۱ء کی جنگ کا سبب بنی جس میں وطن عزیز دولخت ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے وطن عزیز کے نامور صحافی جناب ضیاء الاسلام انصاری کہتے ہیں۔

"بعد کے واقعات اور شواہد نے ثابت کر دیا کہ یہ پاکستان کو ایک فضول اور نقصان دہ جنگ میں ملوث کرنے کی سازش تھی۔" (ہفت روزہ زندگی ۱۶/ فروری ۱۹۹۰ء)

سابق وزیر خزانہ 'ممتاز سفارت کار اور اقوام متحدہ کے مندوب سید امجد علی کہتے ہیں۔

ختم نبوت

"میں آج تک ۱۹۶۵ء کی جنگ کی وجہ نہیں سمجھ پایا۔ جو بہت تباہ کن تھی۔" (روزنامہ نوائے وقت جمعہ میگزین ۱۰/ فروری ۱۹۹۲ء)

لیکن قادیانیوں کو اس سازش کے ناکام ہونے اور خونی ڈرامہ رچانے کے باوجود ذرہ بھر شرم نہ آئی۔ شرم آتی بھی کیسے؟ جس جماعت کے بانی نے جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہو اس جماعت سے شرم وحیا کی توقع کیسی؟ قادیانیوں نے کمال ڈھٹائی سے ۱۹۶۵ء کی جنگ کو بہت بڑی فتح قرار دیا اور جنرل اختر ملک ور یگیڈیئر عبدالعلی کو ہیرو قرار دیا گیا۔ حکومت میں لمبے ہاتھ ہونے کی وجہ سے پانچویں اور چھٹی جماعت کی کتاب تاریخ وجغرافیہ میں جنرل اختر ملک کی سہ رنگی تصویر بھی شائع کی گئی تاکہ اس پہلو سے قوم کے نونہالوں میں ایک قادیانی جرنیل کا چرچا کیا جائے اور اسی حوالے سے نوخیز نسل میں قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔ لیکن تلخ حقائق اپنے چہرے سے نقاب الٹ الٹ کر کہہ رہے ہیں ؎

بدنما دھبے ہیں جتنے چہرہ تاریخ پر
غور سے پڑھیئے انہیں اور فیصلہ خود کیجئے

اسرائیلی اور قادیانی کمانڈوز ارض کشمیر میں:۔

اس چونکا دینے والی خبر نے دنیا بھر میں تہلکہ مچادیا کہ اسرائیلی کمانڈوز کشمیر میں گھس گئے ہیں۔ ڈل جھیل پر ابھی صبح کا سپیدہ نمودار ہوا ہی تھا کہ خاموش فضا فائرنگ سے گونج اٹھی۔ اردگرد کی آبادی کے لوگ وجہ معلوم کرنے کے لیے بدحواسی کے عالم میں گھروں سے نکل آئے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ دو گروہوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ سات اسرائیلی اور ایک ڈچ سیاح عورت ایک ہاؤس بوٹ میں بیٹھے تھے۔ مجاہدین کو خبر مل گئی کہ ہاؤس بوٹ میں بیٹھے ہوئے لوگ سیاح نہیں بلکہ سیاحوں کے روپ میں اسرائیلی کمانڈوز ہیں جو کشمیر میں حریت پسندوں کی تحریک کو کچلنے کے لیے بھارتی فوجیوں کا ساتھ دینے کے لیے اسرائیل سے خصوصی طور پر آئے ہیں۔ مجاہدین نے پہنچتے ہی ہاؤس بوٹ پر دھاوا بول دیا اور ان سارے کمانڈوز کو گرفتار کرلیا۔ تھوڑی دور جاکر انہوں نے ڈچ سیاح عورت اور ایک اسرائیلی عورت کو رہا کردیا اور باقی قیدیوں کو لے کر اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑے۔ جب ہاؤس بوٹ کنارے پر پہنچی تو نہتے اسرائیلی کمانڈوز نے مجاہدین پر حملہ کردیا اور ان سے ایک دو رائفلیں اور میگزین بھی چھین لیے۔ اس حملے میں ایک اسرائیلی ہلاک اور تین اسرائیلی زخمی ہوئے جبکہ ایک مجاہد نے جام شہادت نوش کیا۔ ہلاک ہونے والے اسرائیلی کا نام ایریز کماما اور زخمی ہونے والوں کے نام یاڑتر کش' کوبی سمتیں اور انی مون ہیں۔ جبکہ شہید ہونے والے مجاہد کا نام علی احمد ہے۔ ایک اسرائیلی کمانڈو گرفتار ہوا اور باقی ماندہ بھاگ کر ایک امام مسجد محمد اکرم کے گھر گھس گئے۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو بچوں کو یرغمال بنالیا۔ جب لوگوں نے اس مکان کو گھیر لیا تو اسرائیلی کمانڈو نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا کہ پولیس کو بلالو تو ہم ان یرغمالیوں کو چھوڑ دیں گے۔ چار افراد کی زندگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس آن واحد میں آئی اور اسرائیلیوں کو لے کر چلتی بنی۔

بھارت ان اسرائیلیوں کو سیاحوں کے روپ میں کونسی سیر کرا رہا تھا۔ کیا یہ لوگ سیاح تھے؟ کیا سیاح یکدم اپنے حریف سے ہتھیار چھیننے کا فن جانتے ہیں اور پھر ان آٹومیٹک ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہوتے ہیں؟

کیا سیاح انتہائی پھرتی سے دیوار پھلانگ کر کسی کے گھر میں داخل ہونا اور پھر سارے گھر کو یرغمال بنانا اور اردگرد اکٹھے ہوئے لوگوں کو خوفزدہ کرنا جانتے ہیں؟

جہاں تک سیاحت کی بات ہے بھارت نے ان دنوں جبکہ وادی کشمیر خون میں نہائی ہوئی ہے۔ سیاحت پر مکمل پابندی لگار کھی ہے۔ بھارت نے غیر ملکی سیاحوں کو انتباہ کر رکھا ہے کہ کشمیر کے حالات بہت خطرناک ہیں۔ کسی کی زندگی بھی وہاں محفوظ نہیں۔ اس لیے سیاح کشمیر کا رخ نہ کریں۔ حتیٰ کہ بھارت نے ریڈ کراس 'ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کی دیگر تنظیموں کو ان کے بار بار اصرار کی باوجود انہیں کشمیر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ غیر ملکی اخبارات اور پریس ایجنسیوں نے اپنے اپنے رسک پر کشمیر میں جانے کی اجازت طلب کی تھی مگر انہیں بھی انکار ہوگیا۔ تو پھر سوچنے کی بات ہے کہ ان اسرائیلیوں کو کشمیر میں داخل ہونے کی اجازت کس لیے مل گئی؟ دراصل یہ سیاح نہیں بلکہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد کے ممبران تھے۔ جن کی عمریں بیس سال سے کم تھیں۔ اور جو ڈل جھیل کی ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے۔ ڈل جھیل اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا فاصلہ صرف ۵۵ کلومیٹر ہے۔ اسرائیل کے سرپرست اعلیٰ امریکہ کے سرکاری ریڈیو وائس آف امریکہ نے اس امر کی تصدیق کردی ہے کہ اسرائیلی کمانڈوز کہوٹہ کی تباہی کی ریہرسل کرنے سری نگر آئے تھے۔ تل ابیب ریڈیو نے بھی ان سیاحوں کی فوجی حیثیت تسلیم کرلی ہے۔ بھارت کے مطابق وہاں ۱۶۱ اسرائیلی تھے لیکن حقیقتاً وہاں ایک سو سے زائد اسرائیلی موجود تھے۔

اسرائیل بھارت اور قادیانی عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور امریکہ ان تینوں شیطانوں کا سربراہ ہے۔ ان سب کے آپس میں بڑے گہرے مراسم ہیں۔ پاکستان میں قادیانی بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے مفادات یکساں ہیں جو ان کی دوستی کو قوی در قوی کرتے جارہے ہیں۔ بھارت کے سابق صدر مرارجی ڈیسائی نے اپنے دور اقتدار میں یہ انکشاف کیا کہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں نہ صرف یہ کہ بھارت

اور اسرائیل کے خفیہ تعلقات قائم رہے بلکہ بمبئی میں اسرائیل کا باقاعدہ خفیہ قونصلیٹ موجود تھا۔ اس کو اندرا دور میں ترقی دی جانے والی تھی کہ اندرا دور کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۹۷۱ء پاک بھارت جنگ میں اندرا گاندھی کے کہنے پر اسلام دشمن اسرائیل نے بھارت کو بہت ہی قیمتی اور نازک اسلحہ فراہم کیا۔ اس بات کا انکشاف جنگ کے بعد بھارتی سیاستدان سبرامنیم سوامی نے کیا۔ ابھی جب چند سال پہلے ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنانے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو اسرائیل نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مندر کی تعمیر کے لیے سونے کی اینٹ بھارت کو بھیجی۔

رسوائے زمانہ اسلام دشمن امریکی سینیٹر اسٹیفن سولارز جو کہ صیہونی یہودی ہے۔ اس نے حال ہی میں مسئلہ کشمیر پر بھارت کی وکالت کرتے ہوئے یہ بل پاس کروایا کہ کشمیر کا مسئلہ رائے شماری کے ذریعے نہیں بلکہ شملہ سمجھوتے کے ذریعے حل کیا جائے جب مجاہدین کشمیر نے حکومت بھارتیہ پر دباؤ ڈالنے کے لیے دو سویڈش انجینئروں کو سو دن سے بھی زائد اپنی حراست میں رکھا تو بھارت نے اس اقدام کی قطعاً پرواہ نہ کی اور ان کی بازیابی کی کوئی کوشش نہ کی اور کسی بھی سویڈش سفارتی افسر کو سری نگر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن جب معاملہ اپنے جگر کے ٹکڑوں اسرائیلیوں کو آیا تو بھارت تڑپ اٹھا۔ گرفتار اسرائیلی کمانڈو کی رہائی کے لیے اقوام متحدہ تک جا پہنچا اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پریز ڈی کویار سے ذاتی اپیل کروا کر مجاہدین سے رہا کروایا۔ بمبئی میں مقیم اسرائیلی قونصل جنرل موشے زوپیری کو نہ صرف مردہ یہودی کمانڈو کی لاش وصول کرنے کی اجازت دی گئی بلکہ خود ہندو گورنر گریش سکسینہ ہاتھ باندھے اس کے استقبال کے لیے کھڑا تھا۔ ان محبت بھرے تعلقات کے اسباب کیا ہیں؟ اس گہری دوستی کے محرکات کیا ہیں؟ اس کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ بھارت پاکستان، وسط ایشیا اور خلیج تک کے علاقے کو ملا کر "اکھنڈ بھارت" بنانا چاہتا ہے جبکہ اسرائیل پورے عرب کو یہودیوں کی میراث سمجھ کر ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔

کئی سال قبل اسرائیل نے کمانڈوز کی مدد سے عالمی دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہوئے عراق کا ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا تھا اور اب خلیج کی تباہ کن جنگ کے نتیجہ میں عراق حیثیت ایک عسکری قوت کے ختم ہو چکا ہے۔ اب یہود و ہنود کی غلیظ نگاہیں پاکستان پر مرکوز ہیں جس کے پاس ایٹمی صلاحیت موجود ہے اور وہ ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ بھارت اور اسرائیل ایک عرصہ سے اس ناپاک کوشش میں مبتلا ہیں کہ مسلم دنیا کے اس واحد ایٹمی صلاحیت کے حامل ملک کو اس صلاحیت سے محروم کر دیا جائے تاکہ اکھنڈ بھارت اور گریٹر اسرائیل دنیا کے نقشے پر ابھر سکیں۔ لیکن کشمیری مجاہدین نے کہوٹہ پلانٹ سے صرف ۵۵ کلومیٹر دور ڈل جھیل میں کہوٹہ پر حملہ کے لیے تیار بیٹھے اسرائیلیوں کو چیتے کی پھرتی سے دبوچ لیا اور یوں یہ منصوبہ ناکام رہ گیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ وطن عزیز کے انتہائی اہم راز یہود و ہنود کی میز پر کون پہنچاتا ہے۔ یہ قبیح دھندہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں حساس عہدوں پر بیٹھے قادیانی کر رہے ہیں اور یہ دشمنان وطن لمحہ لمحہ کی رپورٹ اپنے آقاؤں کو پہنچاتے ہیں۔ کہوٹہ ایٹمی پلانٹ، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، جی ایچ کیو اور سفارت خانوں ایسے حساس اداروں میں قادیانی گھسے ہوئے ہیں اور اپنے فعل شنیع میں مصروف ہیں۔

بھارت قادیانیوں کے لیے ماموں جی کا گھر ہے۔ وہ وہاں بڑے امن و سکون سے رہتے ہیں۔ قادیان میں جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی قبر پر اشرار اور اس کے ۳۱۳ درویشوں کی مکمل نگہداشت کی جاتی ہے۔ انہیں اپنی مذہبی پوجاپاٹ کی کھلی اجازت ہے۔ سرزمین بھارت وہاں کے بیکس مسلمانوں کے لیے مقتل کا روپ دھار چکی ہے۔ آئے دن مسلم کش فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں سے مساجد چھینی جا رہی ہیں۔ ان کے مذہبی تہواروں پر ان کا قتل عام کیا جاتا ہے اور جب غم کے مارے مسلمان اپنے عزیزوں کے لاشے لے کر حکومت کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں۔ تو آوارہ قہقہے ان کا استقبال کرتے ہیں۔

جن سے خدا کا خوف بھی تھرا کے رہ گیا
ان ظالموں سے "خوف خدا" مانگتے ہیں لوگ

لیکن بھارت میں کبھی بھی ہندو قادیانی تصادم نہیں ہوا۔ کبھی بھی کسی قادیانی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چبھا۔

حال ہی میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے اپنا سالانہ جلسہ قادیان بھارت میں کرنے کا اعلان کیا۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات تھی کہ مشرقی پنجاب جہاں سکھوں نے شورش برپا کر رکھی ہے اور کسی بھی پاکستانی کو وہاں جانے کا ویزا نہیں دیا جاتا لیکن قادیانیوں نے قادیان میں حکومت کی کڑی نگرانی میں اپنا تین روزہ جلسہ منعقد کیا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے قادیانی وہاں پہنچے اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۶۰۰۰ قادیانی پاکستان سے بھارت پہنچے۔ مرزا طاہر کی تقریروں کو بھارتی ٹیلی ویژن "دوردرشن" بڑے اہتمام سے دکھاتا رہا۔ ہاں اپنے جاسوسوں کی آؤبھگت اسی طرح کی جاتی ہے۔ بھارت جب بھی کوئی دھماکہ کرتا یا کوئی نیا اسلحہ تیار کرتا تو رسوائے زمانہ قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسے مبارک باد کے پیغامات بھیجتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھارت کے کئی خفیہ اور اعلانیہ دورے کرتا رہتا تھا۔ ایک دشمن ملک کے ساتھ ایک پاکستانی کا یہ طرز تعلق کن کن خطرات کی گھنٹیاں بجاتا رہا؟ اس قادیانی سائنس دان نے یہود و نصاریٰ کو کہوٹہ پلانٹ کی ڈمی بنا کر دکھائی جس کی تفصیل جناب زاہد ملک کی کتاب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم میں موجود ہے۔

پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ کوئی سفارتی تعلقات نہیں کیونکہ اسرائیل برادر عرب اسلامی ممالک کے حقوق کا غاصب ہے۔ اسرائیل میں کوئی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ ۱۹۷۲ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ اسرائیل میں ۶۰۰ قادیانی باقاعدہ فوج میں بھرتی ہیں۔ اور انہیں سفاک قادیانی کمانڈوز نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے خون ناحق کے دریا بہائے ہیں۔ اب وہی قادیانی کمانڈوز اسرائیلی کمانڈوز کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کے لیے کشمیر میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بھارت کی دہشت گرد فورس "بلیک کیٹس" کی تربیت کر رہے ہیں۔ بھارت نے ان کمانڈوز کو اس لیے بلایا ہے کہ یہ کمانڈوز فلسطین کی تحریک جہاد "انتفاضہ" سے نمٹنے کا ایک وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور ان کمانڈوز نے کشمیر میں اپنے منحوس قدم رکھتے ہی اپنے ظلم کے اذیت ناک طریقوں کو عمل میں لانا شروع کیا جس سے وادی جنت نظیر آگ' خون' دھوئیں' لاشوں' چیخوں' سسکیوں' ہچکیوں اور آہ و بکا سے بھر کر جہنم زار بن گئی ہے۔

اس طویل بحث کو اختصار میں سموتے ہوئے ہم مندرجہ ذیل حقائق حاصل کر سکتے ہیں۔

ضلع گورداسپور کو بھارت کے حوالے کر کے کشمیر پر بھارت کا تسلط قائم کرانے والے مجرم ـــــ قادیانی

دریاؤں کی کمان بھارت کے حوالے کر کے پاکستان کی معیشت کو ہندو بنئے کے سفاک ہاتھوں میں دینے والے غدار ـــــ قادیانی

نہری پانی کے جھگڑے کے بانی عیار ـــــ قادیانی

کشمیر میں ۱۹۶۵ء کی فضول اور تباہ کن جنگ شروع کر کے ہزاروں کشمیری مسلمانوں کو شہید و زخمی کرانے والے' انہیں بے گھر کرانے والے' اور عفت مآب عورتوں کی عصمتیں لٹوانے والے دشمن اسلام ـــــ قادیانی

کشمیر کمیٹی کے نام پر کشمیری مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے اور ان سے متاع ایمان چھین کر انہیں مرتد بنانے والے ایمان کے ڈاکو ـــــ قادیانی

اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو کر اور جدید کمانڈو ٹریننگ لے کر ہندوستان فوج کے ساتھ مل کر کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے درندے ـــــ قادیانی

پاکستان اور آزاد کشمیر کے کلیدی عہدوں پر بیٹھ کر وطن عزیز اور کشمیری مجاہدین کے انتہائی اہم راز

> اگر ہم نے قرآن اور صاحب قرآن علیہ السلام کی صدائے حق پر گوش ہوش نہ رکھے تو ہمیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہئے

بھارت کو پہنچانے والے ہندو ایجنٹ ـــــ قادیانی۔

ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا

اے مسلمان مرد و زن و پیر و جوان! آج ہمارے کشمیری مسلمان بھائی سربلندی اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ وہ کائنات کے بدترین مشرک ہندو سے برسرپیکار ہیں۔ وہ گھر جلوا کر' بچے کٹوا کر اور عصمتیں لٹوا کر گلی گلی علم جہاد بلند کر چکے ہیں۔ وہ انتہائی نامساعد اور کٹھن حالات میں گھرے ہوئے ہیں۔

دیکھو! ظالم ہندو کی مدد کے لیے یہود و نصاریٰ اور قادیانی پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہم لبوں پر مہر سکوت لگائے ساحل کے تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اے آغوش دنیا میں مست مسلمان! کشمیری مسلمان تیری راہ تک رہا ہے۔ اس کے کان تیرے قدموں کی آہٹ سننے کے لیے بیتاب ہیں۔ وہ تجھے مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ اس طرح جس طرح راجہ داہر کے لٹیروں میں گھری ہوئی مسلمان عورت نے حجاج بن یوسف کو پکارا تھا۔ دیکھو قرآن ہم دنیا مستوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا ہے۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں' عورتوں اور بچوں کے لیے نہیں لڑتے جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کارفرما ظالم ہیں۔ (سورہ النساء)

دیکھو صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم ہماری توجہ ان مظلوم دبے کس مسلمانوں کی طرف دلاتے ہوئے اور اس کار عظیم کا اجر و انعام بھی بتاتے ہوئے فرما رہے ہیں۔

"جس نے کسی مجاہد کو سامان دلا دیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اس کے بیوی بچے کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور غازی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی۔" (صحاح)

اگر ہم نے قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا پر گوش ہوش نہ رکھے اور دنیا کی لذتوں کے اسیر رہے تو پھر خوبصورت گھروں میں بیٹھ کر ہمیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہیے۔

"جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا۔ نہ کسی مجاہد کے لیے سامان جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل و عیال میں خیر خواہی کے ساتھ مقیم رہا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب و مصیبت میں مبتلا کریں گے۔" (ابوداؤد) ۔

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اسلام کہ اِک دین ھے

تحریر: آسیہ عبد
ترجمہ: طارق انیس

غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہونے کے ساتھ ہی میرا اکیلے خالق پر یقین تھا، جس پر تمام حاضر و موجود کا انحصار ہے۔ اگرچہ میرے والدین بدھ مت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے مستقل مزاجی سے خدائے واحد کی پرستش کی اور اس کی طرف ہمیشہ رجوع کیا۔ عیسائی ماحول میں تعلیم پانے کی وجہ سے میری شناخت شروع ہی سے عیسائی کے طور پر ہوئی۔

بدقسمتی سے اسلام کے متعلق میرا علم بے حد محدود تھا اور میں یہ سمجھتی تھی کہ یہ شرق اوسط میں بسنے والی چند غیر مہذب اقوام کا مضحکہ خیز مذہب ہے جو نامعقول حد تک ناروا اور جبر پر مبنی ہے، خصوصاً عورتوں کے لئے، میرا تصور یہ تھا کہ مسلم عورت کمتر خیال کی جاتی ہے اور محض ایک منفعل گھریلو خادمہ کے طور پر زندہ رہتی اور تشدد سہتی ہے اور اپنے شوہر کی چار بیویوں میں جاری ازدواجی محبت حاصل کرنے کی دوڑ میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہنا جس کی مجبوری ہے۔ ان نظریات میں سے اکثر کو میں نے سنی سنائی پر یقین کر کے اپنایا تھا یا ٹی وی پر ایران اور سعودی عرب کے بارے میں چند دستاویزی فلمیں دیکھ کر اپنے تئیں فرض کر لیا تھا۔ یونیورسٹی پہنچنے پر مختلف پس منظر رکھنے والے کئی مسلمان طالب علموں سے میرا واسطہ پڑا۔ لاشعوری طور پر میں ان کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے مذہب کے متعلق مزید جاننے اور سمجھنے کی امنگ نے خود مجھے حیران کر دیا، میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی مطمئن زندگی گزار رہے تھے اور جس کشادہ دلی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اور خود میرے ساتھ کرتے تھے، متاثر کن تھا۔ خاص بات یہ تھی کہ مذہب کے ساتھ ان کا والہانہ لگاؤ تھا، اس مذہب کے ساتھ جسے غلط اور منفی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔

غیر شعوری طور پر اسلام بتدریج میرے دل میں جگہ بنانے لگا اور اس کے متعلق جوں جوں میرا علم بڑھتا گیا، یہ مجھے اتنا ہی محبوب لگنے لگا حتیٰ کہ میرے اپنے مذہب عیسائیت سے بھی آگے نکل گیا، مجھے حیرت ہوئی کہ اسلام کے بارے میں میرا ماضی کا تاثر کس قدر غلط تھا اور عورت کو اسلام کے عطا کردہ حقوق و احترام اور بلند مرتبے کے متعلق علم نے تو مجھے مبہوت ہی کر ڈالا، اب میں نے اسلامی انداز زندگی اور بودی امریکی اصطلاح "قدامت پسندی" دونوں کی حقیقت دریافت کر لی تھی، یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر کھلے ذہن کا مالک ناقص دلیل رکھتا ہو تو اسے طاقتور دلیل اور سچ کو قبول کر لینا چاہئے، خواہ کہیں ملے، یہی معاملہ میرا تھا۔ نت نئی شاہراہیں، ہر دفعہ کوئی نئی گرہ کھولتی چلی گئیں اور لٹریچر دستیاب ہونے لگا جو میرے ذہن کو قائل اور دل کو مائل کرتا چلا گیا۔ اب تو مجھے اسلام کے متعلق سب کچھ معلوم کرنے کا جنون سا ہو گیا۔ اسلام کے ماننے والوں کے ساتھ وابستگی تو مجھے بہت پہلے ہی محسوس ہونے لگی تھی، اسلام کی یہ خوبی کہ زندگی کے ہر پہلو میں بے مثال رہنمائی فراہم کرتا ہے، سب سے بڑھ کر جاذب توجہ تھی۔

بالآخر وہ گھڑی آ گئی جب میں اس بارے میں یکسو ہو گئی کہ عیسائیت بطور مذہب کے کئی نقائص کا مجموعہ ہے اور میری اسلام کے بارے میں سابقہ رائے جہالت پر مبنی تھی۔ چنانچہ ایک دوپہر تقریباً دس افراد کے سامنے میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور باقاعدہ مسلمان ہو گئی۔ میں یقیناً اس خوش بختی والے دن کو اور اس بات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی کہ میری زندگی پہلے ہی سال میں کس قدر بدل گئی۔ مجھ سے اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ اسلام کی طرف آنا کیسا لگا؟ اور کیا کیا مسائل درپیش آئے؟ کسی ترس اور رحم کا طالبہ بن کر میں اس موضوع پر زیادہ گہرائی میں جانا نہیں چاہتی، تاہم چند تجربات کا ذکر ضرور کروں گی:

پہلا رمضان شروع سے آخر تک ایک آزمائش کا دور تھا۔ تقریباً ہر روز گھر میں جھگڑے ہوتے، طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کی جاتی، مضحکہ اڑایا جاتا اور دھمکیاں دی جاتیں، کئی دفعہ میرے کمرے میں اودھم مچا کر اسے ادھیڑ کر رکھ دیا گیا، پراسرار طور پر کتابیں غائب ہو گئیں اور غلیظ قسم کے ٹیلیفون مجھے اور میرے دوستوں کو کئے جاتے۔

اس طرح کے واقعات بھی بارہا پیش آئے کہ گھر کا دروازہ مجھ پر بند کر دیا جاتا یا مجھے بھوکا رکھنے کے لئے جان بوجھ کر سور کا گوشت پکایا جاتا، یہاں تک کہ تادم تحریر میری ڈاک مجھے بعد میں موصول ہوتی ہے اور اس میں تانک جھانک پہلے سے کی جا چکی ہوتی ہے، نہ صرف مجھے گھر میں آنے اور کھانے سے محروم رکھا جاتا ہے، بلکہ مالی طور پر بھی

خود بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے۔ ٹیلیفون ہی واحد ذریعہ رہ گیا ہے کہ جب موقع میسر آئے تو چپکے سے کسی مسلمان سے رابطہ کر کے مزید اسلامی تعلیمات سیکھوں، مجھے اپنی تحریروں اور مسجد جانے کو ہمیشہ چھپانا پڑتا ہے اور مسلم دوستوں سے ملنے پر کڑی پابندی ہے کہ کہیں وہ مجھے مزید بھٹکا نہ دیں، نماز اس وقت تک نہیں پڑھ سکتی جب تک یقین نہ ہو جائے کہ کوئی آس پاس نہیں ہے، اسی طرح رمضان کے دوران اپنی مسرت کا اظہار بھی نہیں کر سکتی، میں ابھی تک حجاب اوڑھنے کی نعمت سے محروم ہوں جبکہ اسلامی تعلیمات پر گفتگو یا کسی مسلمان عالم سے سیکھا ہوا سبق دہرانے کا موقع بھی نہیں ملتا، میں چاہتی ہوں کہ مسلم دنیا اور اسلام پر میڈیا کے ذریعے سے اچھالے جانے والے کیچڑ کے خلاف دفاعی جنگ لڑوں اور میرے والدین اس ضمن میں جو بوسیدہ خیالات رکھتے ہیں ان سے مسلسل نبرد آزما ہوں۔

والدین جب مجھ سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں تو ناقابل برداشت ہو جاتا ہے، اسی لئے میں شروع میں خود کو حد درجہ غیر محفوظ خیال کرتی کہ والدین مجھے مسلسل اذیت سمجھنے لگے ہیں، رمضان کے پورے مہینے میں میری ماں مجھ سے ایک لفظ نہیں بولی جبکہ دوسروں کو مخاطب ہو کر مجھے ہمیشہ یہ بات سناتی رہتی کہ میں نے خاندان کا نام ڈبو دیا ہے اور سخت غداری کی مرتکب ہوئی ہوں۔ میری ایک نہیں سنی جاتی اور مجھے بار بار کوسا جاتا ہے، جیسے میں نے ناقابل معافی جرم کیا ہے اور کسی کو معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا، پھر بھی مجھے کوئی شکوہ نہیں اور نہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میری زندگی عذاب ہو گئی ہے، اس کے برعکس میں پہلے سے کہیں زیادہ مطمئن اور پر سکون ہوں، یہ حالات بیان کرنے کا مقصد تو آپ کو یہ باور کرانا ہے کہ آپ لوگوں کو مواقع میسر ہیں مگر اکثریت دین کی قدر نہیں کرتی۔

کاش! آپ لوگ محسوس کر سکیں کہ مجھ جیسے نئے اسلام لانے والوں کو جب دین سے دور، مجبوری اور لاچاری کے عالم میں رکھا جائے تو ہمارے دل پر کیا گزرتی ہے۔

کاش اب لوگ دین کی قدر کرنا سیکھ لیں۔

سطحی طور پر ان مشکلات پر نظر ڈالی جائے تو لگے گا کہ مسلمان ہو کر سوائے دکھوں کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا، حالانکہ یہ تاثر قطعی غلط ہے۔ اسلام نے تو مجھے عظیم انعامات سے نوازا ہے، جب میں ان انعامات کا سوچتی ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جنت میں رکھے ہوئے ہیں تو میرا رواں رواں شکر گزاری اور مسرت کی انوکھی کیفیات محسوس کرتا ہے۔

میں نے اگرچہ اسلام کو حق اور سچ سمجھ کر قبول کیا تھا مگر مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ میرے اندر کس قدر تبدیلیاں لے آئے گا، اب میں حیران ہوں کہ اسلام کے ذریعے سے مجھے کس قدر علم حاصل ہوا ہے۔ اسلام میرے خیالات میں کس قدر رچ بس گیا ہے، امت مسلمہ کے حوالے سے میرے احساسات کس قدر بڑھ گئے ہیں اور کیسے میں ہر گزرتے لمحے میں پہلے سے بہتر مسلمان بنتی جا رہی ہوں۔ یوں لگتا ہے کہ زندگی کی مسلسل ترقی کا نام اسلام ہے، یہ تو گویا ہر خلئے پر چھا جاتا ہے اور روح کی ہر جہت کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"اللہ کا ارشاد ہے کہ: میرا بندہ میرے نزدیک آتا رہتا ہے..... حتیٰ کہ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگیں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔" (صحیح بخاری)

میں اپنے ذاتی تجربے کو بلاکم و کاست اسی طرح پاتی ہوں۔

فقید المثال طور پر میں نے ایک مذہب کے ذریعے سے انسان کے انفرادی اور سماجی رویوں کے بارے میں علم حاصل کیا، اسی طرح جیسے جیو فزکس اور فلکیات کا ادراک حاصل کیا، جوں جوں اسلام سے میری شناسائی بڑھتی جا رہی ہے میرا یہ یقین پختہ سے پختہ تر ہوتا جا رہا ہے کہ اسلام نے انسان کو درپیش آج کے سماجی و معاشی مسائل کا حل پہلے ہی پیش کر رکھا ہے۔

پچھلے ایک سال میں میری اسلامی معلومات بہت وسیع ہوئی ہیں، میں نے کئی قرآنی آیات کا زیادہ تفصیل سے مطالعہ کیا ہے۔ اس دوران کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے قرآن کے مستند ہونے یا اسلام کے دور حاضر کے سماج سے متعلق مسائل حل کرنے کے بارے میں کوئی شک گزرا ہو۔

مجھے اپنی شناخت مل چکی ہے، میری خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے، آج میں ایک مضبوط، باصلاحیت عورت ہوں جو اپنے وجود سے پوری طرح آگاہ اور اپنی زندگی اور اپنی زندگی کی جنگ لڑنے کے سلسلے میں زیادہ محفوظ اور تیار ہے۔ اس مضمون سے اگر مجھے کچھ حاصل ہوا ہے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رحمت کو بیان کیا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وہ ہدایت دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے۔"

ہاں واقعی مجھ پر اس کی رحمت ہوئی ہے، اور میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہیں ہدایت کی روشنی ملی اور جن کو قلب سلیم عطا ہوا ہے۔

(بشکریہ "ماہنامہ دعوۃ" اسلام آباد)

ختم نبوۃ

تحریر : محمد فاروق قریشی

آہ! مولانا محمد لقمان علی پوری

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر ملک کے کونے کونے میں سارقینِ ختم نبوت کے تعاقب میں رہے اور رسول ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا علم قریہ قریہ اور گلی گلی لہراتے رہے

حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری بھی راہی ملک عدم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا جمعیت علماء اسلام کے معروف اور ہر دلعزیز رہنما تھے اور وفاداری بشرط استواری ان کا اصل ایمان تھا۔ حالات کا جبر اور حکمرانوں کی چیرہ دستیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی اضمحلال پیدا نہ کر سکے، وہ حالات کی باد مخالف میں کوہ استقامت بن کر ڈٹے رہے۔ اپنوں کی بے وفائیوں نے اگرچہ ان کی نزاکت احساس پر سنگ باری کی لیکن وہ زبان پر کوئی حرف ملامت لائے بغیر اپنی جدوجہد میں مگن رہے۔ بقول ندیم۔

دنیا بدلی پر نہ بدلا مرا معیار وفا
آندھیوں میں سر کہسار چراغاں جیسے

سانحہ خانپور کے موقع پر بھی ان سے یہی کہتے سنا کہ شخصیات کا احترام بجا، لیکن جماعت کے لئے پالیسی ایسے ہی ضروری ہے جیسے انسانی زندگی کے لئے سانس۔ کوئی جماعت بھی اپنی پالیسی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگر جماعت کے جسد سے پالیسی کی روح نکال دی جائے تو وہ تن مردہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اب پالیسی کو خیرباد کہنے کا مطلب قوم کے اعتماد کو مجروح کرنا اور قوم کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑنا ہوگا۔ اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ اگر علماء حق انجام نہیں دیں گے تو کیا سیکولر اور لادینی عناصر ایسا کریں گے؟

سانحہ خانپور کے بعد جمعیت علماء اسلام پر حالات کی جو افتاد پڑی ہے اس میں بہت سوں کے حوصلے جواب دے گئے تھے اور کچھ لوگوں نے کنج عافیت میں بسیرا کر لیا تھا لیکن مولانا محمد لقمان علی پوریؒ نے ایسے حالات میں بھی جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ پہلے سے بڑھ کر متحرک ہو گئے اور شب و روز جماعتی اجتماعات میں صورت حال کی وضاحت کر کے حالات کی گرد صاف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب پروپیگنڈہ کی گرد بیٹھ گئی تو حقیقت سب پر منکشف ہو گئی۔ مولانا علی پوریؒ نے پورے ملک خصوصاً پنجاب کے کونہ کونہ میں جا کر اجتماعات سے خطاب کیا ان کی جماعتی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ سندھ میں پیر طریقت مولانا سید محمد شاہ امروٹی اور پنجاب میں مولانا لقمان علی پوریؒ نے جماعتی بحران کے دوران جو کردار ادا کیا اس کی مثال اس سے قبل کم از کم ہماری نظر میں نہیں ہے۔

انہوں نے اپنے کردار سے یہ ثابت کیا کہ حالات کے جبر سے جماعتی کارکن حوصلے نہیں ہارتے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ صحیح معنوں میں جماعتی کارکن نہیں بلکہ خام ذہن اور پست حاصلہ افراد ہوتے ہیں جنہیں حالات کی تند رو کہیں بھی بہا کر لے جا سکتی ہے۔

مولانا محمد لقمانؒ ایسے باحوصلہ اور باکردار ہی جماعتی کارکنوں کے لئے قابل تقلید اور مثالی رہنما ہوتے ہیں اور ایسے انسان اپنے کردار کی بنا پر امر ہو جاتے ہیں اور وہ مر کر بھی نہیں مرتے، وہ جماعت سے وابستہ لاکھوں کارکنوں کے دل و دماغ میں زندہ رہتے ہیں جبکہ بے حوصلہ اور بے ہمت لوگ زندہ رہ کر بھی مردوں کی طرح ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی سے کسی کو کوئی فیض نہیں پہنچتا۔

مولانا بے مثل خطیب تھے اپنے کردار کی طرح خطابت میں لاجواب و لازوال تھے لاکھوں کے مجمع کو مٹھی میں لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا تقریر کرتے تو گویا ہر شخص محسوس کرتا۔

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ابتداء میں مولانا محمد لقمان علی پوری صاحبؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ تھے، مجلس کے امیر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ تھے، انہی دنوں مولانا محمد لقمانؒ سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ ایک جلسہ کے سلسلہ میں مجلس کے دفتر ملتان گئے کہ کوئی اچھا سا خطیب مل جائے وہاں بیٹھے ایک سیدھے سادھے دیہاتی نوجوان کی طرف اشارہ کر دیا گیا کہ ان کو لے جاؤ،

ختم نبوۃ

دیکھا تو دل مطمئن نہیں ہوا۔ مولانا محمد علی جالندھری مرحوم اور مولانا حیات مرحوم فارغ نہ تھے لہذا ناچار مجلس کا فیصلہ قبول کر لیا اور دل رفتہ ہو کر اس دیہاتی نوجوان جس کا نام محمد لقمان بتایا گیا تھا لے کر چلے۔ جلسہ میں تقریر شروع ہوئی تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ نوجوان تو بلا کا پرجوش خطیب ہے ایسا مقرر جو مجمع کو باندھ کر رکھ دیتا ہے۔ پورا مجمع عش عش کر اٹھا، اس پہلی ملاقات کے بعد مولاناؒ کا نقش ہمارے دماغ و دل میں ترازو ہو کر رہ گیا۔

وہ بہت سادہ، ملنسار اور خندہ رو تھے مگر لیاقت و اہلیت میں وہ بہت سوں سے بڑھ کر تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر وہ ملک کے کونے کونے میں سارقین ختم نبوت کے تعاقب میں رہے اور رسول ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا علم قریہ قریہ اور گلی گلی لہراتے رہے، بعد ازاں جمعیت علمأ اسلام میں شامل ہو گئے اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے انہوں نے رات کا چین اور دن کا سکون تج کر رکھ دیا، وقت کے کسی آمر کو خاطر میں نہ لاتے اور انتہائی دبنگ آواز میں کلمہ حق بلند کرتے اس کی پاداش میں اکثر و بیشتر ان کو قید و بند کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا اور علاقائی پابندیاں تو ان کا معمول بن گئی تھیں مگر وہ ان سے کبھی نہ گھبرائے اور ہر صورت اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے، ان کو اپنے مؤقف سے ہٹانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

مولاناؒ انتہائی پرجوش خطیب ہی نہیں بلکہ بذلہ سنج طبیعت کے مالک بھی تھے۔ محفل کو زعفران زار بنانا ان کے لئے چٹکی بجانے سے بھی آسان تھا۔ لطائف کی تو گویا پوٹ تھے، جب شروع ہو جاتے تو ختم ہونا محال تھا اور لوگوں کا ہنس ہنس کر برا حال ہو جاتا۔ خصوصاً بزرگوں کے

باقی صفحہ ۱۰ پر

ناموس رسول اکرمؐ کی جاں دے کے حفاظت کرتے ہیں

سید امین گیلانی

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ہم یوں بھی عبادت کرتے ہیں
ناموس رسولؐ اکرم کی جاں دے کے حفاظت کرتے ہیں

اپنا نہ کوئی سمجھے ان کو دشمن ہیں یہ دین اور ملت کے
یہ ختم نبوت کے منکر، توہین نبوت کرتے ہیں

جینے کا ہمیں کچھ شوق نہیں، مرنے کی ہمیں کچھ فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں

حق پر تو کڑی نگرانی ہو باطل پہ کوئی بھی قید نہیں
افسوس مسلماں ہو کر کیا ارباب حکومت کرتے ہیں

ہم میں جو وطن کا مجرم ہو، سر اس کا جدا تن سے کر دو
للہ خبر لو ان کی جو "ربوے" میں خلافت کرتے ہیں

ہم برسر میداں کہتے ہیں، سچ جھوٹ میں حاکم فرق کریں
ہم وہ تو نہیں ہیں، چھپ چھپ کر جوان کی شکایت کرتے ہیں

غیرت اسلامی کی قابل تقلید مثال

قادیانی عقائد سے آگاہی کے بعد مسلمان نوجوان نے قادیانی کمپنی کی ملازمت کو خیرباد کہہ دیا

چھبیس ہزار روپے سے دس ہزار روپے کی حلال روزی بہتر ہے

کراچی (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے عقائد اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متصادم ہیں، خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے انکار اور مرزا غلام احمد کی جانب سے بزعم خود محمد رسول اللہ ہونے کے دعوے کی وجہ سے امت مسلمہ نے نہ صرف قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ ان کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون، ان کی کمپنیوں میں ملازمت یا انھیں ملازم رکھنے کو بھی ناجائز قرار دیا، جس کی وجہ سے نہ معلوم کتنی بڑی تعداد میں مسلمان مالکان نے قادیانی ملازمین کو اپنے اداروں سے نکال باہر کیا اور مسلمان ملازمین نے قادیانی کمپنیوں کی ملازمت کو خیرباد کہا۔ غیرت اسلامی ہم سے اسی طرز عمل کا تقاضہ کرتی ہے۔ اس طرز عمل کا ایک قابل تقلید مظاہرہ اس وقت سامنے آیا جب ایک مسلمان نوجوان نے حالیہ دنوں قادیانیوں کی چھبیس ہزار روپے ماہوار کی ملازمت کو ٹھکرا کر ایک مسلمان کمپنی میں صرف دس ہزار روپے ماہوار تنخواہ پر ملازمت اختیار کرلی۔ تفصیلات کے مطابق امین صالح نامی نوجوان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی کو جب اس بات کا علم ہوا کہ امین صالح صاحب ایک قادیانی کمپنی تھرمو میں ملازم ہیں تو انھوں نے امین صالح صاحب پر قادیانی عقائد واضح کئے اور انھیں بتایا کہ ان عقائد کی روشنی میں قادیانی غیر مسلم ہیں اور ان کے اداروں میں ملازمت ناجائز ہے۔ امین صالح صاحب نے اس حقیقت سے واقفیت حاصل ہونے کے بعد اس قادیانی کمپنی کی چھبیس ہزار روپے ماہوار کی ملازمت کو فی الفور خیرباد کہہ کر مسلمانوں کے زیر انتظام کام کرنے والی ایک کمپنی میں صرف دس ہزار روپے ماہوار کی ملازمت اختیار کر کے غیرت اسلامی کا فقید المثال مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ قادیانیوں کا معاشی اور سوشل بائیکاٹ، ان کی ہر قسم کی اعانت اور ان سے لین دین کے علاوہ ان کی ملازمت یا انھیں ملازم رکھنا ہماری ملی غیرت کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے جناب امین صالح صاحب میں یہ حوصلہ پیدا ہوا کہ انھوں نے دینی حمیت سے کام لے کر قادیانیوں کی ملازمت ٹھکرا دی۔

قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیاں آئین کے منافی ہیں

مغرب کی خوشنودی کے لئے ملک اور اسلام کو داؤ پر نہیں لگایا جا سکتا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین مولانا نذیر احمد تونسوی، مفتی محمد جمیل خان، حاجی مسعود پاریکھ اور دیگر علماء کرام کا خطاب

کراچی (نمائندہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد باب رحمت میں مولانا قاری ابوبکر کے ختم قرآن کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ختم نبوت حج کمیٹی کے چیئرمین حاجی مسعود پاریکھ، مولانا نذیر احمد تونسوی، حافظ سعید احمد، مفتی محمد جمیل خان، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا محمد اشرف کھوکھر، قاری عبدالمالک صدیقی، مولانا حماد اللہ شاہ، محمد فیصل، محمد انور رانا، مولانا جواد نے حکومت پر واضح کیا کہ اندرون سندھ، اور اندرون پنجاب اور بعض سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیاں قابل تشویش اور آئین کے منافی ہیں۔ این جی اوز کی آڑ میں یہ غیر مسلم اسلام دشمن عناصر جبری طور پر مسلمانوں کو مرتد اور عیسائی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گھر گھر لٹریچر تقسیم کیا جارہا اور امداد کے فارموں پر دستخط کرا کر ان لوگوں کو قادیانیوں کی فہرست میں شامل کر کے دنیا پر ظاہر کیا جارہا ہے کہ پاکستان میں مسلمان اسلام چھوڑ کر قادیانیت، عیسائیت اختیار کر رہے ہیں اور اس کام پر امریکہ اور روس سے کثیر تعداد میں فنڈز حاصل کئے جاتے ہیں جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی ان غیر اسلامی سرگرمیوں کو روکنے کا مطالبہ کرتی ہے تو علماء کرام اور پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ شروع کیا جاتا ہے تاکہ مغربی ممالک کی حمایت حاصل کی جاسکے۔ ان علماء کرام نے کہا کہ اسلام اور پاکستان کے لئے ملک کو داؤ پر نہیں لگایا جاسکتا۔ ان علماء کرام نے کہا کہ اگر عیسائیوں اور قادیانیوں میں ہمدردی کا جذبہ ہے تو افریقہ میں بسنے والے لاکھوں سیاہ فام افریقی جو بھوک اور قحط سالی کا شکار ہیں ان کی امداد کیوں نہیں کی جاتی۔ دراصل ان کو عیسائیت یا غریب انسان سے ہمدردی نہیں بلکہ اسلام دشمنی میں مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے این جی اوز کا راستہ اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا لقمان علی پوریؒ کی وفات امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے (خواجہ محمد زاہد)

ڈیرہ اسمٰعیل خان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما خواجہ محمد زاہد، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما حافظ امیر معاویہ نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت مولانا لقمانؒ علی پوری کی وفات امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے، آپؒ عطاء اللہ شاہ بخاری اور مفتی محمود رحمہم اللہ کے رفیق اور ان کے مشن کے بے لوث رہنما تھے، آپؒ نے ہر دینی تحریک اور فتنوں کے سدباب خصوصاً قادیانیت کے خلاف کلیدی کردار ادا کیا آپؒ کی دینی علمی اور سیاسی خدمات مشعل راہ ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

از قلم: حافظ حنیف ندیمؔ

امریکی قونصل جنرل ربوہ میں............معاملہ کیا ہے؟

روزنامہ "جسارت" کراچی ۲۴/فروری ۱۹۸۸ء نے پی پی آئی کے حوالے سے خبر دی تھی کہ:

"امریکی قونصل جنرل البرٹ تھیسالٹ نے گزشتہ روز ربوہ کا دورہ کیا اور سرائے محبت کے احمدیہ گیسٹ ہاؤس میں جماعت احمدیہ کے راہنماؤں سے ڈیڑھ گھنٹے تک ملاقات کی۔ ان راہنماؤں میں مرزا منصور احمد ناصر، مرزا غلام احمد، مقصود احمد خان، چودھری حمید اللہ اور حمید نصر اللہ خان شامل ہیں، تاہم ملاقات کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔"

آج سے کچھ عرصہ پہلے حکومت نے غیر ملکی سفیروں اور نمائندوں پر پابندی عائد کی تھی کہ وہ حکومت سے پیشگی اجازت لئے بغیر کہیں دورہ نہ کریں اور نہ ہی کسی کی (موت وغیرہ میں شریک ہوں، چنانچہ اس پابندی پر کچھ عرصہ تو عمل ہوتا رہا، لیکن اب پھر غیر ملکی نمائندوں خصوصاً امریکیوں کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ انہی سرگرمیوں میں امریکہ کے قونصل جنرل کی ربوہ آمد اور وہاں ڈیڑھ گھنٹہ تک قادیانی راہنماؤں سے ملاقات بھی شامل ہے۔ اس ملاقات کے بارے میں ہمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے ممتاز راہنما مولوی فقیر محمد صاحب نے کچھ تفصیلات بتائی ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ امریکی قونصل جنرل، قادیانی جماعت لاہور کے امیر کی دعوت پر ربوہ آیا تھا اور ملاقات ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ ہوئی ہے۔ اس ملاقات کے بارے میں ربوہ میں یہی افواہ ہے کہ اس میں قادیانیوں نے پاکستان کے خلاف درخواست پیش کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہم پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ ہمارے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ قادیانیت مغربی استعمار کا خود کاشتہ پودا یا دوسرے لفظوں میں ایک جاسوس ٹولہ ہے جو نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں مغربی استعمار کے مفادات کی نگہداشت کر رہا ہے اور ان کا براہ راست امریکن سی آئی اے سے تعلق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کل امریکہ اپنے لے پالک ٹولے کی حمایت میں کھل کر سامنے آگیا ہے۔ گزشتہ دنوں امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد کے لئے اپنی قرارداد میں ایک شرط یہ بھی رکھی ہے کہ: امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آرہی ہے اور ایسی سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔ (دیکھئے روزنامہ جنگ لاہور ۵/مئی ۱۹۸۷ء ارشاد احمد حقانی کا مضمون)

ہم حیران ہیں کہ آخر امریکہ کے پیٹ میں قادیانیوں کے بارے میں مروڑ کیوں اٹھی ہوئی ہے، کبھی وہ امداد دینے کے لئے شرائط عائد کرتا ہے کبھی وہ ان پر پاکستان میں ہونے والے مبینہ مظالم پر آواز بلند کرتا ہے۔ حالانکہ اگر امریکہ والوں کو انسانی حقوق کا اتنا ہی خیال ہے تو وہ فلسطینی مسلمانوں پر ہونے والے یہودی ظلم و ستم پر کیوں منہ میں گھنگھنیاں ڈال لیتے ہیں اور فلسطینیوں کے حق میں جو قرارداد بھی آتی ہے اسے کیوں ویٹو کر دیتے ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانیت چونکہ مغربی استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے، لہٰذا امریکہ اسی لئے قادیانیت کی حمایت میں کھل کر سامنے آگیا ہے۔ گزشتہ سال جب یہ خبر آئی تھی کہ امریکہ پاکستان کی امداد کو قادیانیوں کی مذہبی آزادی کے ساتھ مشروط کر رہا ہے اور یہ کہ امریکی کانگریس نے مرزا طاہر کو تقریر کرنے کی بھی دعوت دی ہے تو قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے یہ تردید کی تھی کہ ان کے یا ان کی جماعت کے امریکی کانگریس سے کسی قسم کے روابط موجود نہیں۔ (دیکھئے روزنامہ ملت لندن ۱۲/اکتوبر ۱۹۸۷ء)

لیکن امریکی قونصل جنرل کے ربوہ میں جانے اور قادیانی لیڈروں کے ساتھ خفیہ میٹنگ کرنے سے یہ بھانڈہ پھوٹ چکا ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ قادیانی امریکی روابط موجود ہیں۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ قادیانی اسلام اور ملت اسلامیہ دونوں کے غدار ہیں۔ نیز یہ جس ہنڈیا میں کھاتے ہیں اسی میں سوراخ کرتے ہیں۔ اسلام کے غدار تو اس لئے ہیں کہ انہوں نے سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک بھیارے (سراپا مغلظات و نجاست) کو تخت نبوت پر بٹھایا۔ ملت اسلامیہ کے غدار اس لئے ہیں کہ یہودیوں کے شانہ بشانہ فلسطین کے نہتے مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں اور پاکستان جہاں یہ رہتے ہیں، اس کے بارے میں اکھنڈ بھارت کا نظریہ رکھتے ہیں اور لسانی، قومی، صوبائی عصبیتیں پھیلا کر اس کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

امریکہ کی طرف سے قادیانیوں کی پرزور انداز میں سرپرستی یا وکالت اور باہمی رابطے سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ امریکہ پاکستان کا دوست نما دشمن ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو امریکی قونصل جنرل کی ربوہ آمد اور قادیانی لیڈروں کے درمیان ہونے والی اس خفیہ میٹنگ کے بارے میں تحقیقات کرنی چاہئے اور امریکی قونصل جنرل کو تنبیہ کرنی چاہئے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پڑھیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمّہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عُمدہ طباعت

ہفت روزہ
ختم نبوّۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّۃ کا ترجمان

ہر جمعہ کو باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے

کا مطالعہ کیجئے

ختم نبوّۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی
بھرپور ترجمانی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو
دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتا ہے اس میں
سیرت رسول ﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و
اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں
مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

اَلحَمدُلِلّٰہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین
ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا،
سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش
آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر
ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاءاللہ اس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے